تقویٰ کے ثمرات
اور
گناہوں کے اثرات
www.KitaboSunnat.com
تالیف
سعید بن علی بن وہف القحطانی
نظر ثانی
محمد سرور عاصم
مکتبہ اسلامیہ
MAKTABA ISLAMIA
مکتبہ اسلامیہ
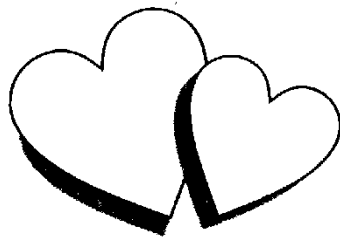
تقویٰ کے ثمرات
اور
گناہوں کے اثرات

تقویٰ کے ثمرات
اور
گناہوں کے اثرات
تالیف
سعید بن علی بن وہف القحطانی
نظر ثانی
محمد سرور عاصم
مکتبہ اسلامیہ
جو دے علم دوستی کا پیغام

تقویٰ کے ثمرات اور گناہوں کے اثرات

سعید بن علی بن وهف القحطانی

ناشر ---------------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------------- 2015ء

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: بادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

0300-8661763
/maktabaislamia1
www.maktabaislamiapk.com
maktabaislamiapk@gmail.com

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ
بلاشبہ اللہ کے نزدیک
تم میں سے معزز وہ ہے جو تقویٰ شعار ہے

فہرست

پہلا حصہ

تقویٰ کے ثمرات

تقویٰ کیا ہے؟

تقویٰ کا لغوی مفہوم 16
تقویٰ کا اصطلاحی مفہوم 16

تقویٰ کی اہمیت

اول: اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام امتوں کو تقویٰ کی وصیت 19
دوم: تقویٰ اختیار کرنے کا حکم الٰہی 20
سوم: تقویٰ کی ترغیب اور احادیث نبویہ 22
چہارم: جنت میں داخلے کا سب سے بڑا ذریعہ تقویٰ ہے 25
پنجم: بہترین لباس تقویٰ ہے 26
ششم: بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے 27

متقین کے اوصاف

متقین کے پانچ اوصاف 29
متقین کے (دیگر) گیارہ اوصاف 30
سورۂ آل عمران میں متقین کے مختلف اوصاف کا بیان 31
متقین کے مزید چار اوصاف کا تذکرہ 34

تقویٰ کے ثمرات

① قرآن کریم سے استفادے کی توفیق 36

② اللہ کی معیت 36

③ قیامت کے روز اللہ کے نزدیک بلند مقام و مرتبہ 37

④ نفع بخش علم کے حصول کی توفیق 38

⑤ جنت میں داخلہ اور اس کی خاص نعمتوں کا حصول 38

⑥ اللہ کی محبت کا حصول 45

⑦ دشمنوں کے مکروفریب اور ضرر رسانی سے بے خوفی 46

⑧ آسمان سے مدد ونصرت کا نزول 47

⑨ لوگوں پر ظلم کرنے اور انھیں ایذا پہنچانے سے حفاظت 48

⑩ اعمال صالحہ کی قبولیت 48

⑪ کامیابی کا حصول 49

⑫ گمراہی سے حفاظت 49

⑬ خوف اور غم سے نجات 50

⑭ برکتوں کا نزول 50

⑮ اللہ کی رحمت کا حصول 51

⑯ اہل تقویٰ ہی اللہ کے ولی ہیں 52

⑰ حق و باطل میں تمیز کی توفیق 53

⑱ شیطان سے تحفظ 54

⑲ دنیوی زندگی اور آخرت میں بشارت 55

⑳ اجر و ثواب کی حفاظت 56

㉑ دنیا و آخرت میں نیک انجام 57

㉒ دنیا و آخرت کی فلاح و کامرانی 58

㉓ مومن کے لیے طغرائے امتیاز 59

㉔ شعائر اللہ کی تعظیم کا سبب 60

㉕ اعمال کی اصلاح	60
㉖ اللہ تعالیٰ کے ہاں اعزاز و اکرام	61
㉗ پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات	62
㉘ معاملات میں آسانی	63
㉙ گناہوں کی معافی اور اجر و ثواب	63
㉚ ہدایت اور نصیحت کا حصول	63

دوسرا حصہ

گناہوں کے نقصانات

گناہ کا مفہوم اور اس کے مترادفات

معصیت (نافرمانی/گناہ) کی لغوی تعریف	66
معصیت کی اصطلاحی تعریف	66
معصیت کے مترادف الفاظ	67
① فُسُوق وَ عِصْیَان	68
② حُوب	68
③ ذَنْب	68
④ خَطِیئَة	69
⑤ سَیِّئَة	69
⑥ اِثْم	69
⑦ فَسَاد	70
⑧ عُتُوّ	70

لوگ گناہ کیوں کرتے ہیں؟

پہلی قسم: ابتلا و آزمائش 71
دوسری قسم: جس کی بعض صورتیں درج ذیل ہیں 73

گناہوں کے راستے

اول: نفس امارہ (برائی پر آمادہ کرنے والا نفس) 79
دوم: شیطان 80
سوم: شیطان کے انسان تک پہنچنے کے راستے 80
چہارم: چار راستے جن کی حفاظت ہلاکتوں سے نجات کا ذریعہ ہے 81

گناہوں کی بنیادیں

گناہوں کے تین محرکات 86
کفر کے چار ارکان 87

گناہ؟

① ملکی گناہ 89
② شیطانی گنا 89
③ وحشیانہ گناہ 89
④ حیوانی گناہ 90

گناہوں کی انواع

کبیرہ اور صغیرہ گناہ 91
کبیرہ گناہ کی تعریف 94
صغیرہ گناہ کب کبیرہ بن جاتے ہیں؟ 94
① صغیرہ گناہوں پر ڈھٹائی اور اصرار کرنا 94

② گناہ کو معمولی اور حقیر سمجھنا 95
③ صغیرہ گناہوں پر راضی ہونا اور ان پر فخر کرنا 96
④ اہل علم کا گناہ کرنا 96
⑤ گناہ کی تشہیر کرنا 96

فرد اور معاشرے پر گناہوں کے اثرات

انسان کی ذات پر گناہوں کے اثرات

دل پر گناہوں کی اثرات

① گناہ دل کے لیے زہر قاتل 99
② علم سے محرومی 99
③ دل میں وحشت 100
④ دل میں تاریکی 101
⑤ گناہ دل کو بزدل اور کمزور کر دیتا ہے 102
⑥ بندے اور رب تعالیٰ کے درمیان حجاب 104
⑦ گناہوں سے محبت 104
⑧ گناہ کو معمولی اور حقیر سمجھنا 105
⑨ ذلت و رسوائی کا سبب 106
⑩ گناہوں سے عقل پر پردہ 108
⑪ دل پر مہر لگ جانا 108
⑫ غیرت سے محرومی 109
⑬ شرم وحیا کا خاتمہ 112
⑭ دل میں ڈر اور خوف 114
⑮ دل کی بیماری 114

⑯ نفس انسانی کی تذلیل 115

⑰ دلوں کا مسخ ہو جانا 116

⑱ دل کا الٹ جانا 116

⑲ سینے کی تنگی 116

دین پر گناہوں کے اثرات

① گناہ در گناہ 118

② نیکیوں سے محرومی 119

③ اللہ کے ہاں ذلت ورسوائی 119

④ لعنت کا سبب 119

⑤ رسول اللہ ﷺ اور فرشتوں کی دعا سے محرومی 124

⑥ خود فراموشی 125

⑦ محسنین کی صف سے اخراج 127

⑧ مومنوں کے اجر وثواب سے محرومی 127

⑨ بندے اور رب کے درمیان تعلق کی کمزوری 130

⑩ شیطان کی اسیری 130

⑪ اسفل السافلین میں شمولیت 131

⑫ شرف وبزرگی کا خاتمہ 131

⑬ اللہ کی نفرت کا استحقاق 132

جسم پر گناہوں کے اثرات

① شرعی سزائیں 133

② قدری سزائیں 134

③ گناہ جسم کو کمزور کر دیتے ہیں 135

روزی پر گناہوں کے اثرات

① رزق سے محرومی 136

② نعمتوں کا زوال 137

③ برکت سے محرومی 138

فرد پر گناہوں کے عام اثرات

① عمر، علم اور رزق سے محرومی 140

② معاشرے میں بدنامی 140

③ دشمنوں اور مخالفتوں میں اضافہ 141

④ نفس کے سامنے بے بسی 141

⑤ ایسے کو تیسا 143

⑥ معاشی تنگی اور بدحالی 143

⑦ معاملات میں دشواری 144

⑧ عمر میں بے برکتی 144

⑨ لوگوں کے دلوں سے رعب کا خاتمہ 145

اعمال پر گناہوں کے اثرات

① اعمال کی بربادی 147

② نیکیوں کے باوجود جہنم میں 148

معاشرے پر گناہوں کے اثرات

① گناہوں کے سبب قوموں کی تباہی 150

② نعمتوں کا زوال 151

③ دنیا میں ہلاکت انگیز عذاب 153

④ ہزیمت و پسپائی کا نزول 154

⑤ مجرموں کی وراثت 156

⑥ گناہوں کے دیگر مخلوقات پر اثرات 157

⑦ عذاب قبر اور عذاب جہنم کا سبب 157

علاج

اول: توبہ و استغفار 158

دوم: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا 162

سوم: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا 162

چہارم: اتباع رسول ﷺ 163

پنجم: اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اور اس کی پناہ طلب کرنا 164

پہلا حصہ

تقویٰ کے ثمرات
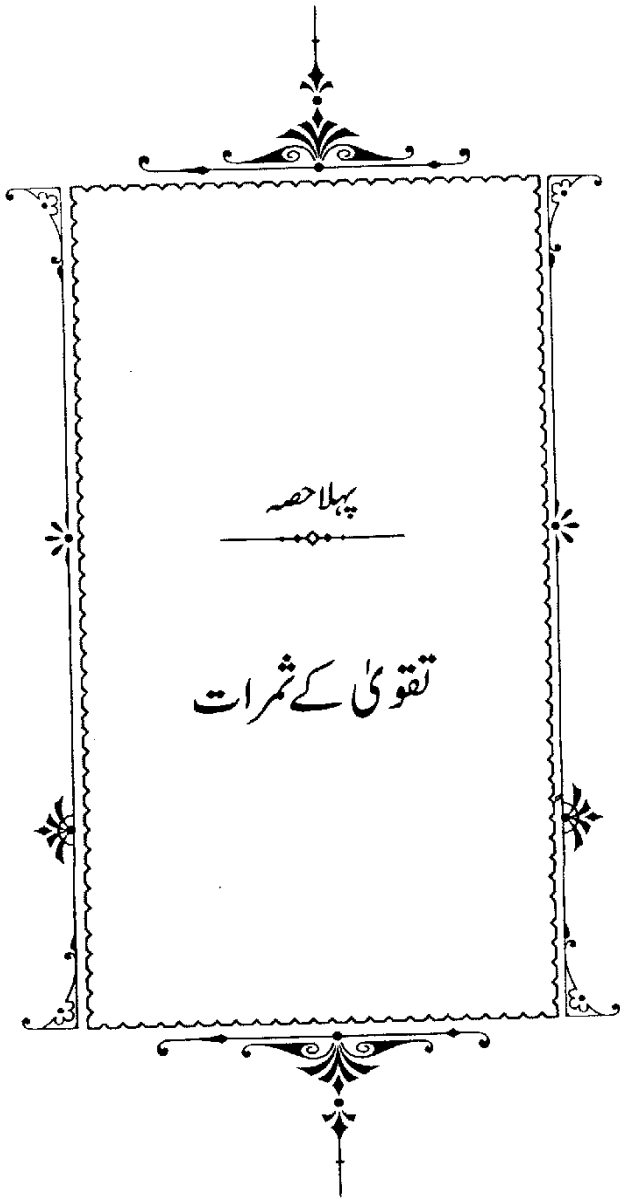
تقویٰ کا لغوی مفہوم

عربی لغت میں تقویٰ کا معنی بچنا، ڈرنا اور پرہیز کرنا ہے۔ ''اِتَّقَیْتُ الشَّیْیَٔ'' کا مطلب ہے: میں فلاں چیز سے بچ کر رہا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴾ ①

''وہی (اللہ) تقوے کے لائق اور مغفرت کے لائق ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ ہی اس بات کا مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہی اس لائق ہے کہ اس کی مغفرت حاصل کرنے کے لیے عمل کیا جائے۔'' ②

تقویٰ کا اصطلاحی مفہوم

تقویٰ کی اصل یہ ہے کہ بندہ اپنے اور جس چیز سے وہ ڈرتا ہے، اس کے درمیان کسی چیز کو ڈھال بنا لے، چنانچہ بندے کا اپنے رب سے تقویٰ یہ ہے کہ بندہ اپنے اور اپنے رب کے غیظ وغضب، ناراضی اور عذاب کے درمیان بچاؤ کا ایسا ذریعہ اختیار کرے جو اسے اللہ کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ بچاؤ کا وہ ذریعہ اللہ کے احکام کی بجا آوری اور اس کی نافرمانی سے بچنا ہے۔ ③

① المدثر:56۔ ② لسان العرب: 402/15، القاموس المحیط، ص: 1731۔

③ جامع العلوم والحکم لابن رجب: 398/1 ،جامع البیان عن تأویل ای القرآن لابن جریر الطبری: 81/2۔

تقویٰ کی حقیقت کے بارے میں طلق بن حبیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تقویٰ یہ ہے کہ آپ اللہ سے ثواب کی امید کرتے ہوئے اس کی اطاعت کا عمل انجام دیں اور اللہ کے عذاب کا خوف رکھتے ہوئے اس کی معصیت و نافرمانی ترک کر دیں۔[1]

عموماً تقویٰ کے مفہوم میں واجبات کی بجاآوری اور حرام و مشتبہ چیزوں کو چھوڑنا شامل ہوتا ہے، لیکن بسا اوقات مستحب امور کو انجام دینا اور مکروہ کاموں کو چھوڑنا بھی تقویٰ کے مفہوم میں داخل ہوتا ہے، یہ تقویٰ کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔[2]

جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیت: ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ﴾[3] کی تفسیر میں فرمایا: (تقویٰ یہ ہے کہ) اللہ کی اطاعت کی جائے تو نافرمانی نہ کی جائے، اسے یاد کیا جائے تو بھلایا نہ جائے اور اس کا شکر ادا کیا جائے تو ناشکری نہ کی جائے۔[4]

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کے شکر میں اطاعت کے تمام اعمال شامل ہیں اور اللہ کو یاد کرنے اور اسے بھلا نہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ کے احکام کو اپنی تمام حرکات و سکنات اور گفتگو میں یاد کر کے اپنے دل سے ان کو بجالائے اور اللہ کے منع کردہ امور کو یاد کر کے ان سے اجتناب کرے۔[5]

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیت: ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ﴾ ''اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے کی تفسیر دوسری آیت: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ ''اپنی استطاعت کے مطابق اللہ سے ڈرو۔'' سے ہوتی ہے اور دونوں آیتوں کا مجموعی مفہوم یہ ہوگا کہ اپنی استطاعت کے مطابق اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے، یہ کہنا پہلی آیت کو منسوخ قرار دینے سے زیادہ بہتر ہے، کیونکہ نسخ کا مرحلہ تب آتا ہے جب دو آیات میں تطبیق ممکن نہ ہو، چونکہ یہاں تطبیق ممکن ہے، اس لیے وہی بہتر ہے۔[6]

[1] جامع العلوم والحكم: 400/1۔ [2] جامع العلوم والحكم: 399/1۔

[3] ال عمران: 102۔ [4] المعجم الكبير للطبراني: 92/2ح: 8502؛ مستدرك حاكم، 294/2 حديث: (8502) تفسير الطبرى: 65/7 [5] جامع العلوم والحكم: 1/ 40۔ [6] الجامع لاحكام القران للقرطبى: 166/4۔

کبھی کبھی تقویٰ کا استعمال حرام امور سے اجتناب پر غالب ہوتا ہے، اسی لیے جب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تقویٰ کے متعلق سوال ہوا تو انھوں نے فرمایا: کیا تم کبھی خار دار راستے سے گزرے ہو؟ اس (سائل) نے کہا: جی ہاں! انھوں نے پوچھا: تو تم کیسے گزرے تھے؟ اس نے کہا: جب میں کانٹا دیکھتا تو اس سے ہٹ جاتا یا اسے پھلانگ جاتا یا اس راستے ہی کو چھوڑ دیتا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہی تقویٰ ہے۔

ابن المعتز نے تقویٰ کے اسی مفہوم کو (اپنے الفاظ میں اس طرح) بیان کیا ہے:

خَلِّ الذُّنُوبَ صَغِيرَهَا وَكَبِيرَهَا فَهُوَ التُّقَى
وَاصْنَعْ كَمَاشٍ فَوْقَ أَرْضِ الشَّوْكِ يَحْذَرُ مَا يَرَى
لَا تَحْقِرَنَّ صَغِيرَةً إِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحَصَى [1]

''چھوٹے بڑے تمام گناہوں کو ترک کردو کہ یہی تقویٰ ہے اور اس طرح کرو جس طرح خاردار زمین پر چلنے والا کانٹوں کو دیکھ کر اس سے بچ کر چلتا ہے، چھوٹے گناہوں کو حقیر نہ سمجھو، کیوں کہ کنکریوں ہی سے پہاڑ بنتے ہیں۔''

[1] جامع العلوم والحكم: 1/402

تقویٰ کی اہمیت

تقویٰ کئی وجوہات کی بنا پر دنیا و آخرت کی کامیابی کے اہم ترین اسباب میں سے ہے، ان میں سے چند وجوہ درج ذیل ہیں:

اول: اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام امتوں کو تقویٰ کی وصیت

تقویٰ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں کو تقویٰ کی وصیت فرمائی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا﴾[1]

''اور ہم نے ان لوگوں کو جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور تمھیں بھی اسی بات کا حکم دیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر تم کفر کرو گے تو بلاشبہ اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ بہت بے نیاز اور قابلِ تعریف ہے۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقویٰ کا حکم ہر امت کے لیے تھا۔ آیت کے دوسرے حصے میں ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب کی وعید ہے جو تقویٰ کو نہیں اپناتے اور اس سے انحراف کرتے ہیں۔

[1] النساء 4: 131۔

آیت: ﴿وَاِنْ تَكْفُرُوْا﴾ ''اور اگر تم کفر کرو۔'' کی تفسیر میں علامہ سعدی رحمہ اللہ نے فرمایا: یعنی اللہ کا تقویٰ ترک کر دو اور اللہ کے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی تو تم اس سے خود کو ہی نقصان پہنچاؤ گے، اللہ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ اس کی بادشاہت میں ذرہ بھر کمی کر سکتے ہو، اس کے اور بھی بندے ہیں جو تم سے بہتر ہیں اور تم سے زیادہ اطاعت گزار اور اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والے ہیں، اسی لیے تقویٰ کی وصیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا﴾

''اور اگر تم کفر کرو تو بلاشبہ اللہ کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ بہت بے نیاز اور قابلِ تعریف ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہی کامل جود و سخا اور احسان کا مالک ہے، جو کچھ اس کی رحمت کے خزانوں سے صادر ہوتا ہے وہ خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا اور نہ شب و روز لٹانے سے اس میں ذرا بھی نقص پیدا ہوتا ہے۔ ①

دوم: تقویٰ اختیار کرنے کا حکم الٰہی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی بے شمار آیات میں اپنے بندوں کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا اور اسے واجب قرار دیا ہے، ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

1 ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۣ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ ②

''اور اس دن سے ڈرو جس میں تم سب اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے، پھر ہر

① تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان للسعدي، ص: 171۔

② البقرة: 281۔

شخص نے جو کچھ کیا ہوگا اسے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔"

2 ﴿ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴾ ①

"اور اس دن سے ڈرو جب کوئی جان کسی جان کو کچھ فائدہ نہیں دے سکے گی، نہ اس سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی، نہ اس سے کوئی عوض لیا جائے گا اور نہ ان کی مدد ہی کی جائے گی۔"

3 ﴿ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴾ ②

"اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔"

4 ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴾ ③

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کر کے ان دونوں سے مرد اور عورتیں کثرت سے پھیلا دیے اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم آپس میں سوال کرتے ہو، اور رشتے توڑنے سے ڈرو، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔"

5 ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴾ ④

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل (قیامت) کے لیے آگے کیا بھیجا ہے، اور تم اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ کو خوب جاننے والا ہے جو تم عمل کرتے ہو۔"

① البقرۃ: 48۔ ② البقرۃ: 231۔ ③ النساء: 1۔ ④ الحشر: 18

تقویٰ کے حکم کے بارے میں اور بھی آیات ہیں۔ یہاں صرف انھی آیات پر اکتفا کیا گیا ہے۔

سوم: تقویٰ کی ترغیب اور احادیث نبویہ

نبی کریم ﷺ نے بار ہا دفعہ تقویٰ کا حکم دیا اور اس کی رغبت دلائی ہے۔ چند احادیث حسب ذیل ہیں:

1. سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے سنا:

آپ نے فرمایا:

«اتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُم» [1]

''اپنے پروردگار اللہ سے ڈرو، پانچوں نمازیں ادا کرو، اپنے مہینے (رمضان) کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکاۃ ادا کرو اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرو، اپنے رب کی جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔''

2. نبی کریم ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو تقویٰ کی وصیت فرمائی جو محض معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے نہیں بلکہ پوری امت کے لیے ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا:

«اتَّقِ اللَّهِ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ» [2]

''تم جہاں کہیں بھی ہو، اللہ سے ڈرتے رہو اور برائی کے پیچھے نیکی لگا دو،، اس برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔''

---

[1] سنن الترمذي، كتاب الصلاة، باب منه، ح: 616۔ وصححه الالباني۔

[2] سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في معاشرة الناس، ح:1987، مسند أحمد:5/153، وصححه الحاكم ووافقه الذهبي:1/54۔

حدیث کے الفاظ ''جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہو'' کی وضاحت میں حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے مراد خفیہ اور علانیہ ہے، یعنی لوگ اسے دیکھ رہے ہوں یا نہ دیکھ رہے ہوں، اسے چاہیے کہ وہ ہر حال میں اللہ سے ڈرے۔①

نبی کریم ﷺ خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ سے اس کی خشیت کا سوال کرتے تھے، چنانچہ آپ ان الفاظ میں دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ)) ②

''اے اللہ! میں غیب وحاضر (خلوت وجلوت) میں تجھ سے تیری خشیت کا سوال کرتا ہوں۔''

امام احمد رحمہ اللہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

إِذَا مَا خَلَوْتَ الدَّهْرَ يَوْمًا فَلَا تَقُلْ
خَلَوْتُ وَلٰكِنْ قُلْ عَلَيَّ رَقِيبُ
وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ يَغْفُلُ سَاعَةً
وَلَا أَنَّ مَا يُخْفَى عَلَيْهِ يَغِيبُ ③

''اگر زندگی میں تجھے کسی دن تنہائی میسر آئے تو یہ نہ کہنا کہ میں تنہا تھا، بلکہ یہ کہہ کہ مجھ پر ایک نگران مقرر تھا، اور تم ہرگز یہ گمان نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی پل غافل ہے اور نہ یہ کہ غائبی امور (واشیاء) اس سے پوشیدہ ہیں۔''

ابن سماک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَا مُدْمِنَ الذَّنْبِ أَمَا تَسْتَحْيِي وَاللّٰهُ فِي الْخَلْوَةِ ثَانِيكَا
غَرَّكَ مِنْ رَبِّكَ إِمْهَالُهُ وَسَتْرُهُ طُولَ مَسَاوِيكَا ④

① جامع العلوم والحکم: 1/407۔ ② سنن النسائی، کتاب السهو، باب الدعاء بعد الذکر، حدیث: 1305 صححه الالبانی۔ ③ جامع العلوم والحکم: 1/409۔
④ جامع العلوم والحکم: 1/410۔

"اے گناہوں کے عادی! کیا تجھے حیا نہیں آتی کہ تنہائی میں تیرا دوسرا اللہ تعالیٰ ہے، اللہ کی طرف سے ڈھیل اور مسلسل تیری برائیوں پر اس کی پردہ پوشی نے تجھے فریب میں مبتلا کر رکھا ہے۔"

ابو محمد عبداللہ بن محمد اندلسی قحطانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَإِذَا مَا خَلَوْتَ بِرِيبَةٍ فِي ظُلْمَةٍ
وَالنَّفْسُ دَاعِيَةٌ إِلَى الطُّغْيَانِ
فَاسْتَحْيِ مِنْ نَظَرِ الْإِلٰهِ وَقُلْ لَهَا
إِنَّ الَّذِي خَلَقَ الظَّلَامَ يَرَانِي [1]

"جب تم تاریکی میں تنہا کوئی برائی کرو اور نفس سرکشی پر آمادہ (بھی) ہو تو اللہ کی نظر سے حیا کرو اور نفس سے کہو کہ جس ذات نے تاریکی پیدا فرمائی ہے وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔"

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے:

يَا مَنْ يَرَى مَدَّ الْبَعُوضِ جَنَاحَهُ
فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ الْبَهِيمِ الْأَلْيَلِ
وَيَرَى نِيَاطَ عُرُوقِهَا فِي نَحْرِهَا
وَالْمُخَّ يَجْرِي فِي تِلْكَ الْعِظَامِ النُّحَلِ
أُمْنُنْ عَلَيَّ بِتَوْبَةٍ تَمْحُو بِهَا
مَا كَانَ مِنِّي فِي الزَّمَانِ الْأَوَّلِ

"اے لمبی تاریک رات کی تاریکی میں مچھر کے بازو کے پھیلاؤ کو اور اس کے گلے میں رگوں کی جگہوں اور ان کمزور ہڈیوں میں گودے کو دیکھنے والے! مجھ پر توبہ کا احسان فرما جس کے ذریعے سے مجھ سے سابقہ زمانے میں سرزد ہونے والے گناہوں کو معاف فرما۔"

[1] قصيدة نونية للقحطاني: ص25

3 سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسی نصیحت فرمائی جس سے دل دہل گئے اور آنکھیں اشکبار ہوگئیں تو ہم نے: اے اللہ کے رسول! یہ تو رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے، لہٰذا آپ ہمیں وصیت کیجیے:

آپ نے فرمایا:

«أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ» ①

''میں تمھیں اللہ کے تقویٰ اور سمع و اطاعت کی وصیت کرتا ہوں۔''

4 سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لشکر یا سریہ کا کوئی امیر بناتے تو اسے خصوصی طور پر اللہ کے تقویٰ کی وصیت فرماتے اور جو مسلمان اس کے ساتھ ہوتے انھیں بھلائی کی وصیت فرماتے۔ ②

5 تقویٰ کی اہمیت ہی کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا میں اپنے رب سے تقویٰ کا سوال کیا، چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى» ③

''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔''

چہارم: جنت میں داخلے کا سب سے بڑا ذریعہ تقویٰ ہے

سب سے زیادہ جو چیز جنت میں داخلے کا سبب بنتی ہے وہ تقویٰ ہے، چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: سب سے زیادہ کون

① سنن أبي داود، كتاب السنة، باب في لزوم السنة، حديث: 4607 ؛ سنن الترمذي، حديث: 2676؛ سنن ابن ماجه:43 ② صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب تامير الامام على البعوث ووصية اياهم باداب الغزو وغيرها، حديث: 1731۔ ③ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب التعوذ من شر ما علم ومن شر ما لم يعلم، حديث: 2721۔

سی چیز لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی؟ آپ نے فرمایا: «تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ» ''اللہ کا تقوی اور حسن اخلاق''۔ آپ سے پوچھا گیا: سب سے زیادہ کون سی چیز لوگوں کو جہنم میں داخل کرے گی؟ آپ نے فرمایا: «اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ» ''منہ (زبان) اور شرم گاہ۔''[1]

پنجم: بہترین لباس تقویٰ ہے

تقویٰ ظاہری لباس سے زیادہ اہم ہے جس سے انسان بے نیاز نہیں ہوسکتا، کیونکہ تقویٰ کا لباس بوسیدہ و پرانا ہوتا ہے اور نہ ختم، بلکہ بندے کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے۔ تقویٰ دل اور روح کی زینت ہے، رہا ظاہری لباس تو وہ زیادہ سے زیادہ ستر کو چھپاتا ہے یا انسان کی زیب و زینت کا سبب ہوتا ہے، اس کے علاوہ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر کسی شخص کے پاس ظاہری لباس نہیں تو زیادہ سے زیادہ اس کا ستر عریاں ہوگا لیکن اگر تقویٰ کا لباس نہ ہو تو انسان کا باطن لوگوں کے سامنے عیاں ہوجائے گا اور وہ ذلت و رسوائی سے دوچار ہوگا۔[2]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾[3]

''اے اولادِ آدم! ہم نے تمھارے لیے لباس نازل کیا جو تمھاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے اور زینت کا باعث ہے، اور تقویٰ کا لباس یہ بہترین ہے۔''

تقویٰ وہ لباس ہے جس سے انسان ایک لمحہ بھی بے نیاز نہیں ہوسکتا، اس کے بغیر اس کی کوئی قدر و قیمت، شرف اور کامیابی نہیں، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

[1] سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء في حسن الخلق، ح: 2004۔ قال الترمذی: هذا حديث صحيح غريب، وحسنه الالبانی [2] تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان للسعدی، ص: 248۔ [3] الأعراف: 26۔

إِذَا الْمَرْءُ لَمْ يَلْبَسْ ثِيَابًا مِنَ التُّقَى
تُقَلَّبُ عُرْيَانًا وَلَوْ كَانَ كَاسِيَا
وَخَيْرُ لِبَاسِ الْمَرْءِ طَاعَةُ رَبِّهِ
وَلَا خَيْرَ فِيمَنْ كَانَ لِلَّهِ عَاصِيَا

''جب انسان تقویٰ کے لباس میں ملبوس نہیں ہوتا تو کپڑے پہننے کے باوجود عریاں گھومتا پھرتا ہے، انسان کا سب سے اچھا لباس اپنے رب کی اطاعت ہے اور جو اللہ کا نافرمان ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں۔''

ششم: بہترین زادِراہ تقویٰ ہے

زندہ رہنے کے لیے انسان خوراک کا محتاج ہے، اس لیے اسے اپنے کھانے پینے کی بڑی فکر ہوتی ہے، لیکن تقویٰ کھانے پینے سے بھی زیادہ اہم ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَ اتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ﴾①

''اور اپنے ساتھ سامان سفر لے لیا کرو، بلاشبہ بہترین زاد راہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہے اور اے عقل مندو! مجھ سے ڈرتے رہو۔''

اللہ تعالیٰ نے سفر میں زادراہ لینے کا حکم دیا ہے کیونکہ زادراہ میں مسافروں کے لیے سہولت ہوتی ہے اور اس سے انسان دوسروں سے بے نیاز اور ان کے اموال سے بے زار ہو جاتا ہے، اور اس لیے بھی کہ زادراہ میں مسافروں کے لیے سہولت ہوتی ہے۔ جس طرح مسافر کے لیے زادراہ ضروری ہے، اسی طرح ہر انسان جو زندگی گزار رہا ہے وہ بھی ایک مسافر کی مانند ہے اور اس کی منزل آخرت (قبر) ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے دنیوی سفر میں زادہ راہ لینے کا حکم دیا ہے تو حقیقی زادراہ (توشہ آخرت) کا بھی حکم دیا اور وہ زادِراہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ ہی وہ زادراہ ہے جس کا فائدہ مسافر کو اس کی دنیوی و اخروی دونوں

① البقرۃ: 197۔

زندگیوں میں ملے گا، چنانچہ یہ تقویٰ کا توشہ ہی ہے جسے لے کر مسافر سکون و قرار کی منزل آخرت کو سدھارے گا، وہ زاد راہ جو انسان کو اس کی اصل منزل مقصود جنت تک پہنچادے گی، لہٰذا جس نے یہ زادِ راہ ترک کر دی وہ اس مسافر کی طرح ہے جو راستے میں لٹ گیا، جو طرح طرح کی مصیبت سے دو چار ہوتا ہے اور اپنی منزل تک بھی نہیں پہنچ پاتا۔[1]

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

تَزَوَّدْ مِنَ الدُّنْيَا فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي
إِذَا جَنَّ لَيْلٌ هَلْ تَعِيْشُ إِلَى الْفَجْرِ
فَكَمْ مِنْ صَحِيْحٍ مَاتَ مِنْ غَيْرِ عِلَّةٍ
وَكَمْ مِنْ عَلِيْلٍ عَاشَ حِيْنًا مِنَ الدَّهْرِ

''(تقویٰ) کا توشہ اختیار کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ جب رات ڈھل جائے تو (پھر) فجر تک زندہ بھی رہ پاؤ گے؟ چنانچہ کتنے ہی صحت مند لوگ بغیر کسی مرض کے موت کی آغوش میں چلے گئے اور کتنے ہی مریض ایک مدت تک رہے۔''

(1) تیسر الکریم الرحمٰن للسعدی، ص: ۷۴۔

متقین کے اوصاف

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متقین کے کچھ اوصاف و اعمال ذکر فرمائے ہیں جن کے ذریعے سے انھیں دنیا و آخرت کی سعادت حاصل ہوتی ہے، ان میں سے چند اوصاف درج ذیل ہیں:

متقین کے پانچ اوصاف

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ﴾ ①

"الٓمّٓ، یہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، متقین کے لیے ہدایت ہے۔ وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں عطا کیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا اور وہی آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔"

ان آیات میں متقین کے یہ پانچ اوصاف بیان کیے گئے ہیں:

① البقرة:1-4۔

1. غیب (ان دیکھی چیزوں) پر ایمان لانا۔
2. نماز قائم کرنا۔
3. اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا۔
4. قرآن کریم اور تمام سابقہ آسمانی کتابوں پر ایمان لانا۔
5. آخرت پر یقین اور اس پر کامل ایمان۔

متقین کے (دیگر) گیارہ اوصاف

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴾ [1]

"نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو، لیکن نیکی (تو اس کی ہے) جو اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر، کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان لائے اور مال کی محبت کے باوجود اسے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں اور گردنیں چھڑانے کے لیے خرچ کرے، اور نماز قائم کرے اور زکاۃ دے اور جب عہد کر لیں تو اپنا عہد پورا کر لے اور تنگدستی و تکلیف میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔"

اس عظیم الشان آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے متقین کے گیارہ اوصاف بیان فرمائے ہیں جو یہ ہیں:

[1] البقرة: 177۔

1. اللہ تعالیٰ پر ایمان۔
2. یوم آخرت پر ایمان۔
3. فرشتوں پر ایمان۔
4. اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان۔
5. انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان۔
6. رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلین اور غلاموں کی آزادی میں مال خرچ کرنا۔
7. نماز قائم کرنا۔
8. زکاۃ ادا کرنا۔
9. وعدہ پورا کرنا۔
10. تنگدستی و پریشانی میں اور دشمنوں سے جہاد کے وقت صبر کرنا۔
11. اقوال وافعال میں سچائی کو اپنانا۔

چنانچہ یہ لوگ جنھوں نے یہ اعمال انجام دیے ہیں اپنے ایمان میں سچے ہیں، کیونکہ انھوں نے اپنے اعمال سے اپنے ایمان کی سچائی کا ثبوت دیا ہے اور یہی کامیاب لوگ ہیں۔

سورۂ آل عمران میں متقین کے مختلف اوصاف کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ اَلصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْمُنْفِقِيْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴾[1]

[1] آل عمران: 17-15۔

''آپ کہہ دیجیے: کیا میں تمھیں اس سے بہتر چیز بتاؤں؟ تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے ان کے رب کے پاس باغات ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں ان کے لیے پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خوب نظر رکھنے والا ہے جو لوگ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! بے شک ہم ایمان لے آئے، پس ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ (یہ لوگ) صبر کرنے والے، سچ بولنے والے، فرمانبرداری کرنے والے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور سحری کے وقت بخشش مانگنے والے ہیں۔''

ان آیات میں متقین کے درج ذیل اوصاف بیان ہوئے ہیں:

1. اللہ پر ایمان لانا۔
2. اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا۔
3. جہنم کے عذاب سے پناہ مانگنا۔
4. ہر قسم کی آزمائش اور پریشانی میں صبر کا مظاہرہ کرنا۔
5. گفتار و کردار میں سچائی۔
6. قنوت، یعنی کمال انکساری کے ساتھ اللہ کی اطاعت و بندگی۔
7. نیکی کے راستے میں فقیروں اور حاجتمندوں پر خرچ کرنا۔
8. سحری کے وقت استغفار کرنا۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے متقین کے مزید اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَسَارِعُوٓا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ ۙ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ○ الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ○ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوٓا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ ۗ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَلَمْ

يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ ﴾ ①

''اور اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں وزمین کے برابر ہے جو پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ وہ لوگ جو خوشی اور سختی کے موقع پر (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں اور اللہ نیکوکاروں کو پسند کرتا ہے۔ وہ لوگ جب کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنے آپ پر ظلم کر گزرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں۔ اللہ کے سوا کون گناہوں کو بخشتا ہے؟ اور وہ اپنے کیے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔ یہی لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے عظیم بخشش اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے لیے اچھا اجر ہے۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے متقین کو اپنی مغفرت اور جنت کے حصول کی طرف سبقت کرنے کا حکم دینے کے بعد ان کے کچھ عظیم الشان اعمال اور اوصاف حمیدہ کا ذکر فرمایا ہے، اور وہ درج ذیل ہیں:

1. تنگ دستی وخوشحالی، پریشانی وآسانی، صحت وبیماری، غرضیکہ ہر حال میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔
2. غصہ پی جانا اور اس کا اظہار نہ کرنا اور اپنے ساتھ برا سلوک کرنے والے کے خلاف صبر کرنا اور انتقام نہ لینا۔
3. بدسلوکی اور زیادتی کرنے والوں کو معاف کر دینا۔
4. اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا۔

① آل عمران: 133-136۔

5. چھوٹے بڑے گناہ سرزد ہونے پر فوراً توبہ واستغفار کرنا۔
6. گناہوں پر اصرار نہ کرنا، بلکہ گناہ کا احساس ہوتے ہی توبہ کر لینا۔

اللہ تعالیٰ نے ان صفات کے اپنانے پر اپنی بخشش اور دائمی نعمتوں والے باغات کی صورت میں ان کی جزا بیان فرمائی کہ یہ نعمتیں ایسی ہوں گی جنھیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے ان کے متعلق سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا تصور ہی آیا۔①

متقین کے مزید چار اوصاف کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ○ اٰخِذِیْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ○ كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ○ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ○ وَ فِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآىٕلِ وَ الْمَحْرُوْمِ﴾②

"بے شک متقین باغات اور چشموں میں ہوں گے، جو کچھ ان کا رب انھیں عطا فرمائے گا، اسے لے رہے ہوں گے۔ بلاشبہ وہ اس سے پہلے احسان کرنے والے تھے، وہ رات کو بہت تھوڑا سوتے اور سحری کے وقت بخشش مانگا کرتے تھے اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور محروم (نہ مانگنے والے) کا حق ہوتا تھا۔"

ان آیات میں متقین کے درج ذیل اوصاف کا ذکر ہے:

1. اللہ کی عبادت میں احسان کو اپنانا اور اللہ کے بندوں پر احسان کرنا۔
2. نیند کو قربان کر کے رات کا اکثر حصہ قیام اللیل میں گزارنا۔
3. فجر سے کچھ پہلے سحری کے وقت اللہ سے استغفار کرنا۔

---

① تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان للسعدی، ص: 116۔
② الذاریات: 15-19۔

4 مانگنے والے اور نہ مانگنے والے، دونوں قسم کے محتاجوں پر خرچ کرنا۔

یہ متقین کے اوصاف کریمانہ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ ایسے باغات میں داخل کرے گا جن میں ہمہ قسم کے درخت اور میوہ جات ہوں گے اور ان باغات میں چشمے بہتے ہوں گے جن سے وہ باغات بھی سیراب ہوں گے اور اللہ کے تقویٰ شعار بندے بھی پئیں گے۔ ①

① تیسیر الکریم الرحمن للسعدی، ص: 751۔

تقویٰ کے بے شمار فوائد وثمرات ہیں جو تقویٰ شعار کو دنیا و آخرت میں حاصل ہوتے ہیں۔ یہ ثمرات متقین کو ان اوصاف پر کاربند رہنے کے اعتبار سے حاصل ہوں گے جو گزشتہ صفحات میں بیان کیے گئے ہیں، یہاں چند ثمرات حسب ذیل ہیں:

1 قرآن کریم سے استفادے کی توفیق

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿الٓمٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○﴾ ①

"الم، اس کتاب میں کوئی شک نہیں، متقین کے لیے ہدایت ہے۔"

2 اللہ کی معیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ ②

"اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو بلاشبہ اللہ متقین کے ساتھ ہے۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾ ③

"بے شک اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں اور نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔"

① البقرۃ: 1-2۔ ② البقرۃ: 194۔ ③ النحل: 128۔

ان آیات میں مذکور ''معیت'' سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک عمل کی توفیق، نصرت وتائید اور اعانت وحمایت ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے سفر ہجرت میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ ①

''غم نہ کرو، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

جہاں تک اللہ تعالیٰ کی عام معیت کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ سننے، دیکھنے اور علم کے اعتبار سے ہر چیز کے ساتھ ہے، جب کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ ②

''تم جہاں کہیں بھی ہو وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمھارے اعمال کو دیکھنے والا ہے۔''

3 قیامت کے روز اللہ کے نزدیک بلند مقام ومرتبہ

اہل ایمان وتقویٰ دنیا میں جس سادگی اور فقر کی زندگی گزارتے ہیں، دنیادار اس پر ان کا مذاق اڑاتے ہیں اور انہیں کمتر اور حقیر سمجھتے ہیں، لیکن اللہ رب العزت متقین کو قیامت کے دن بلند مقام ومرتبے سے سرفراز فرمائے گا، جو مذاق اڑانے والوں کے لیے ذلت ورسوائی کا باعث ہوگا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ ③

''کافروں کے لیے دنیوی زندگی مزین وآراستہ کر دی گئی ہے، وہ ایمان والوں سے مذاق کرتے ہیں، حالانکہ پرہیزگار لوگ قیامت کے دن ان سے بلند مرتبہ ہوں گے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے روزی دیتا ہے۔''

① التوبة: 40۔ ② الحديد: 4۔ ③ البقرة: 212۔

4 نفع بخش علم کے حصول کی توفیق

علمِ نافع، یعنی نفع بخش علم ہر مسلمان کی ضرورت ہے، اس کے بغیر وہ اپنے اچھے برے کی تمیز کر سکتا ہے، نہ اپنے خالق حقیقی کی معرفت حاصل کر سکتا ہے۔ حصول علم کے لیے ایک مسلمان کو تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہونا ضروری ہے۔ تقویٰ کے بغیر دنیا بھر کی معلومات تو اکٹھی کی جا سکتی ہیں، لیکن حقیقی علم جو بندے کے لیے دنیا و آخرت میں نفع مند ہو، اس کا حصول تقویٰ کے بغیر ممکن نہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴾ ①

''اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ تمھیں تعلیم دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

5 جنت میں داخلہ اور اس کی خاص نعمتوں کا حصول

اہل تقویٰ کو تقویٰ کی بدولت نہ صرف جنت میں داخلہ نصیب ہوگا، بلکہ اللہ رب العزت نے ان کے لیے جنت میں خاص انعامات کا وعدہ فرمایا ہے۔ چند نعمتیں حسب ذیل ہیں:

1 جنت سے سرفرازی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ﴾ ②

''متقین کے لیے ان کے پروردگار کے پاس ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔''

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴾ ③

''یہ وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے متقین کو وارث بنائیں گے۔''

① البقرة: 282۔ ② آل عمران: 15۔ ③ مريم:63

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾[1]

''اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

مزید ارشاد ہے:

﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا﴾[2]

''کہہ دیجیے: دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے اس شخص کے لیے جس نے پرہیزگاری اختیار کی اور تم پر کھجور کی گٹھلی کی جھلی کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

2. بہترین مراتب ودرجات

3. ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ﴾[3]

''اور یقیناً آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور متقین کا گھر کیا ہی خوب ہے۔''

4. من چاہی نعمتوں کا حصول

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ﴾[4]

''ہمیشہ کے باغات جن میں وہ داخل ہوں گے، ان کے نیچے سے نہریں جاری ہیں، وہاں ان کے لیے وہی ہوگا جو وہ چاہیں گے۔ اللہ اسی طرح پرہیزگاروں کو جزا دیتا ہے۔''

---

[1] آل عمران: 133۔ [2] النساء: 77۔ [3] النحل: 30۔ [4] النحل: 30۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۖ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴾①

''ان پر سونے کی رکابیوں اور ساغروں کے دور چل رہے ہوں گے اور اس (جنت) میں جس چیز کو ان کے دل چاہیں گے اور آنکھیں لذت اندوز ہوں گی (وہ موجود ہوگی) اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔''

5 متقین کو معزز مہمانوں کی شکل میں اکٹھا کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴾②

''جس دن ہم پرہیز گاروں کو رحمٰن کی طرف بحیثیت مہمان جمع کریں گے۔''

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے اپنی سند سے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ متقیوں کو اونٹنیوں پر لے جایا جائے گا جن پر سونے کے کجاوے ہوں گے اور ان کی لگامیں زبرجد (سبز رنگ کے ایک قیمتی پتھر) کی ہوں گی، وہ ان پر سوار ہو جائیں گے اور جنت کے دروازوں پر دستک دیں گے۔③

6 جنت متقین کے لیے قریب لائی جائے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴾④

''اور پرہیز گاروں کے لیے جنت قریب کی جائے گی۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ﴾⑤

''اور جنت پرہیز گاروں کے قریب کر دی جائے گی، ذرا بھی دور نہ ہوگی۔''

---

① الزخرف: 71۔ ② مریم: 85۔ ③ تفسیر الطبری: 254/18۔

④ الشعراء: 90۔ ⑤ ق: 31۔

7 متقین کے لیے جنت میں بالا خانے ہوں گے جن کے اوپر بھی بالا خانے بنے ہوں گے، جن کا ظاہری حصہ اندر سے اور اندورنی حصہ باہر سے نظر آئے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ﴾[1]

''لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈر گئے ان کے لیے بالا خانے ہیں، ان کے اوپر (اور) بالا خانے بنے ہوئے ہیں، ان کے نیچے نہریں جاری ہیں، (یہ) اللہ کا وعدہ ہے، اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ﴾[2]

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے، بلاشبہ ہم انھیں جنت کے بالا خانوں میں ضرور جگہ دیں گے، جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، (نیک) عمل کرنے والوں کا اجر بہت اچھا ہے۔''

8 متقین کو عذاب نہیں چھوئے گا بلکہ اللہ تعالیٰ انھیں اس سے نجات عطا فرمائے گا۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْۗءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾[3]

''اور جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا، اللہ انھیں ان کی کامیابی کے سبب نجات دے گا، انھیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

9 متقی حضرات عذاب جہنم سے محفوظ رہیں گے اور پل صراط سے بآسانی گزر جائیں گے۔

---

[1] الزمر: 20۔ [2] العنکبوت: 58۔ [3] الزمر: 61۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ○ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴾ ①

''اور تم میں سے ہر ایک اس (جہنم) پر وارد ہونے والا ہے،، یہ آپ کے رب کے ذمے حتمی (اور) طے شدہ بات ہے، پھر ہم متقی لوگوں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔''

10 متقین کی محبت دنیا و آخرت میں دائمی ہوگی، ان کے علاوہ ہر محبت قیامت کے دن عداوت و دشمنی میں بدل جائے گی۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴾ ②

''اس دن جگری دوست آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے سوائے متقین کے۔''

11 متقین کے لیے پر امن مقام ہوگا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ○ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ○ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ○ كَذٰلِكَ ۖ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ○ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ○ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَ وَقٰىهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ○ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ ③

''بے شک متقین امن والی جگہ میں ہوں گے، باغات اور چشموں میں۔ وہ باریک اور موٹا ریشم پہنیں گے، آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے، اسی طرح ہوگا۔

① مریم: 72-71۔ ② الزخرف: 67۔ ③ الدخان: 51-57۔

اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کو ان کی بیویاں بنا دیں گے۔ وہاں وہ اطمینان سے ہر قسم کا پھل طلب کریں گے۔ وہاں وہ موت کا مزہ نہیں چکھیں گے، سوائے پہلی موت کے اور وہ (اللہ) انھیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے گا۔ (یہ) آپ کے رب کا فضل ہوگا، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''

12 تقویٰ کے نتیجے میں جنت کی نہروں پر حاضری اور ان سے سیرابی نصیب ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِیْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ۚ۬ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّی ؕ وَ لَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِی النَّارِ وَ سُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ﴾ ①

''اس جنت کی صفت جس کا متقین سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو بدلنے والا نہیں، اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا ذائقہ (کبھی) تبدیل نہیں ہوا ہوگا، اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہے اور صاف شفاف شہد کی نہریں ہیں، اور وہاں ان کے لیے ہر طرح کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بہت بڑی مغفرت ہوگی۔ (کیا یہ لوگ) ان لوگوں کے مانند ہو سکتے ہیں جو آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور انھیں گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا، تو وہ ان کی آنتیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔''

13 متقین اللہ تعالیٰ کے پاس معزز مجلس میں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ۝ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ﴾ ②

① محمد: 15۔ ② القمر: 54۔

''بے شک تقویٰ اختیار کرنے والے باغات اور نہروں میں ہوں گے۔ حقیقی عزت کی جگہ میں، قدرت والے بادشاہ کے پاس۔''

14 متقین جنت کے درختوں کے سائے میں سیر وتفریح کریں گے اور حسب خواہش جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَّ عُيُونٍ ۝ وَّ فَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ۝ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ①

''بے شک متقی لوگ سایوں میں اور بہتے ہوئے چشموں میں ہوں گے اور لذیذ میووں میں جس قسم کے وہ چاہیں گے (کہا جائے گا:) مزے سے کھاؤ اور پیو، اس کے بدلے میں جو تم عمل کرتے رہے۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً، يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا)) ②

''بے شک جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کے سائے میں ایک عمدہ اور تیز رفتار گھوڑے پر سوار شخص سو سال تک چلتا رہے گا پھر بھی اسے طے نہ کر سکے گا۔''

15 متقین کے لیے جنت میں بہترین ٹھکانہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَ إِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّ شَرَابٍ ۝ وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ﴾ ③

① المرسلات: 41-43۔ ② صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ح: 6553۔ صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب ان في الجنة شجرة يسير الراكب في ظلها مائة عام لا يقطعها، ح: 2826۔ ③ ص: 49-54۔

"یہ ایک نصیحت ہے، اور بیشک متقین کے لیے بہت اچھا ٹھکانا ہے (یعنی) ہمیشہ رہنے والے باغ جن کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوں گے جن میں وہ تکیے لگائے (بیٹھے) ہوں گے، وہاں طرح طرح کے پھلوں اور مشروبات کی فرمائشیں کریں گے اور ان کے پاس نیچی نگاہ رکھنے والی، ہم عمر حوریں ہوں گی (کہا جائے گا:) یہ ہے (وہ جزا) جس کا یومِ حساب کے لیے تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ بے شک یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔"

6 اللہ کی محبت کا حصول

اللہ تعالیٰ متقین سے محبت کرتا ہے، جس کا اعلان اس نے اپنے کلام مقدس میں متعدد مقامات پر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ﴾ ①

"کیوں نہیں! جو شخص اپنا وعدہ پورا کرے اور تقویٰ اختیار کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ تقویٰ شعاروں سے محبت کرتا ہے۔"

نیز فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ﴾ ②

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ متقین سے محبت فرماتا ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ» ③

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ تقویٰ شعار، غنی، گمنام بندے سے محبت کرتا ہے۔"

امام قرطبی رحمہ اللہ اور امام نووی رحمہ اللہ کے نزدیک غنی سے مراد نفس کی بے نیازی ہے اور یہی اس کا صحیح مفہوم ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

① آل عمران: 76۔ ② التوبة: 4 و 7۔

③ صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، ح: 2965۔

«لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ» ①

"امیری زیادہ ساز و سامان کی نہیں، بلکہ نفس کی امیری و بے نیازی ہے۔"

'غنی' کا ایک معنیٰ ہی بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص اللہ سے لو لگا کر غیروں سے بے نیاز ہو جائے اور اللہ کی متعین کردہ تقدیر پر راضی و خوش ہو۔

اور گمنام سے مراد وہ شخص ہے جو دنیا میں شہرت اور عہدوں پر فائز ہونے کا خواہش مند نہ ہو۔

بعض روایات میں: «إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ، الْغَنِيَّ، الْحَفِيَّ» کے الفاظ آئے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ تقویٰ شعار، غنی اور عالم بندے سے محبت کرتا ہے۔

"حَفِيّ" کے معنی عالم کے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا﴾ ②

"گویا آپ اس کا علم رکھنے والے ہیں۔"

یہ بھی کہا گیا ہے کہ حَفِیّ سے مراد رشتے کو جوڑنے والا، ان پر اور دیگر کمزوروں پر رحم کرنے والا اور ان کی ضرورتوں میں دوڑ دھوپ کرنے والا ہے۔③

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح لفظ نقطہ کے ساتھ، یعنی خفی ہے۔

7 دشمنوں کے مکر و فریب اور ضرر رسانی سے بے خوفی

جو مسلمان اللہ سے ڈرتا ہے اور تقویٰ کی صفت سے متصف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دشمنوں کے دلوں میں اس کا رعب اور دبدبہ پیدا فرما دیتا ہے، چنانچہ وہ متقی شخص کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے، کیوں کہ وہ اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

① صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب الغنى النفس، ح: 6446۔

② الاعراف: 187۔ ③ المفهم لما اشكل من تلخيص كتاب مسلم للقرطبي: 7/120؛ شرح النووي على صحيح مسلم: 314/17۔

﴿ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴾ ①

''اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اپناؤ تو ان کی ساز باز تمھیں کچھ بھی نقصان نہ دے گی، بے شک اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔''

8 آسمان سے مدد و نصرت کا نزول

اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں کی مشکل حالات میں خصوصی مدد و نصرت فرماتا ہے۔ غزوۂ بدر کے موقع پر جب مسلمان ابتدائی طور پر بے حد پریشان تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس مشکل گھڑی میں ان کی غیبی مدد فرمائی۔ اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:

﴿ وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ○ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴾ ②

''اور بلاشبہ اللہ نے بدر میں بھی تمھاری مدد کی جب تم کمزور تھے سو تم اللہ سے ڈرو تاکہ تمھیں شکر ادا کرنے کی توفیق حاصل ہو (اے نبی!) جب آپ مومنوں سے کہہ رہے تھے: کیا تمھارے لیے کافی نہ ہوگا کہ تمھارا رب آسمان سے تین ہزار فرشتے اتار کر تمھاری مدد کرے؟ کیوں نہیں! اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور دشمن تم پر فوراً چڑھ آئے تو اسی لمحے تمھارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے تمھاری مدد کرے گا جو خاص نشان والے ہوں گے۔''

① آل عمران: 120۔ ② آل عمران: 123-125۔

9 لوگوں پر ظلم کرنے اور انھیں ایذا پہنچانے سے حفاظت

تقویٰ کا ایک ثمرہ یہ ہے کہ ایسا شخص لوگوں کے ساتھ زیادتی کرنے اور انھیں نقصان پہنچانے سے بچ جاتا ہے۔ کیونکہ یہ کام تقویٰ کی شان کے منافی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴾[1]

’’اور تم نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔‘‘

نیز اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کے واقعے میں فرمایا:

﴿ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا ○ قَالَتْ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا ﴾[2]

’’تو ہم نے ان کے پاس اپنی روح (جبریل علیہ السلام) کو بھیجا، وہ ان کے سامنے مکمل آدمی بن کر ظاہر ہوئے۔ مریم نے کہا: میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ چاہتی ہوں، اگر تم اللہ سے ڈرنے والے ہو۔‘‘

10 اعمال صالحہ کی قبولیت

اللہ تعالیٰ کے ہاں نیک اعمال قبولیت بہت ضروری ہے، اس لیے ہر مسلمان کو فکر مند ہونا چاہیے کہ جو عمل وہ کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ شرف قبولیت بخشتے ہیں یا نہیں؟ کیوں کہ ان اعمال کی کوئی حیثیت نہیں جو بارگاہ الٰہی میں قبول نہ ہوں، خواہ وہ عمل پہاڑوں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ اعمال کی قبولیت کی جہاں اور شرائط ہیں، وہاں ایک اہم شرط تقویٰ بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[1] المائدۃ:2۔ [2] مریم:17۔18۔

﴿ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴾ ①

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ متقین ہی سے قبول فرماتا ہے۔“

11 کامیابی کا حصول

جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرے وہ دنیا وآخرت میں کامیاب و کامران ہوجاتا ہے اور جس کا دامن تقویٰ سے خالی ہو وہ خسارے سے دوچار ہوتا ہے اور بہت سارے فوائد سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَٰٓأُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ ②

”اے عقلمندو! پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔“

12 گمراہی سے حفاظت

ہدایت اللہ کا بہت بڑا انعام ہے۔ راہِ راست پر چلنے والوں کو بھی اس بات کا خدشہ دامن گیر رہتا ہے کہ کہیں وہ شیطان کے بہکاوے میں آکر صراط مستقیم سے بھٹک نہ جائیں۔ تقویٰ کے ثمرات میں سے ایک ثمرہ یہ ہے کہ یہ اہل تقویٰ کو گمراہی و کجروی سے محفوظ رکھتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾ ③

”اور یقیناً یہ میرا سیدھا راستہ ہے، لہٰذا تم اسی کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی مت کرو، وہ تمھیں اللہ کے راستے سے الگ کردیں گے، اللہ نے تمھیں اس کی تاکید کی ہے، تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔“

اللہ کا راستہ وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں احکام، شرائع اور اخلاق کریمہ کی صورت میں واضح فرمایا ہے، چنانچہ جس شخص نے اعتقادی، علمی، عملی اور قولی طور پر اللہ کے احکامات کی تعمیل کرکے اور اس کے منع کردہ امور سے اجتناب کرکے اللہ کے راستے کی

① المآئدۃ: 27۔ ② المآئدۃ: 100۔ ③ الأنعام: 153۔

پیروی کی وہ کامیابی سے ہمکنار ہوگا، اللہ کے تقویٰ شعار بندوں میں شامل ہوجائے گا اور گمراہی وانحراف سے محفوظ رہے گا۔ ①

13 خوف اور غم سے نجات

جس نے تقویٰ کو اپنا شعار بنایا اور شرک اور کبیرہ وصغیرہ گناہوں سے دور رہا اور اپنے ظاہری و باطنی اعمال کی اصلاح کی، تو اس پر قیامت کے دن کی سختیوں اور ہولناکیوں کا کوئی خوف وخطرہ نہیں اور نہ وہ سابقہ چیزوں پر غمگین ہوگا، لہٰذا جب اسے کسی چیز کا حزن وملال نہیں ہوگا تو اسے مکمل امن اور دائمی فلاح وسعادت مندی حاصل ہوگی۔ ②

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَمَنِ اتَّقٰی وَ اَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴾ ③

''جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا اور اصلاح کی، ان پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہی ہوں گے۔''

14 برکتوں کا نزول

تقویٰ کا ایک ثمرہ یہ ہے کہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ آسمان وزمین سے برکتوں کے دھانے کھول دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَوۡ اَنَّ اَهۡلَ الۡقُرٰۤی اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَفَتَحۡنَا عَلَیۡهِمۡ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ وَلٰكِنۡ كَذَّبُوۡا فَاَخَذۡنٰهُمۡ بِمَا كَانُوۡا یَكۡسِبُوۡنَ ﴾ ④

''اور اگر ان بستیوں والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے، لیکن انھوں نے (دین حق کو) جھٹلایا تو ہم نے انھیں ان کے اعمال کے باعث پکڑ لیا۔''

① تیسیر الکریم الرحمن في تفسیر کلام المنان للسعدی، ص: 243۔
② تیسیر الکریم الرحمن في تفسیر کلام المنان للسعدی، ص: 250۔
③ الاعراف: 35۔ ④ الاعراف: 96۔

نیز اللہ تعالیٰ نے (یہود و نصاریٰ) کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴾ ①

''اگر واقعی وہ تورات و انجیل اور اپنے رب کی طرف سے نازل کی گئی (دوسری) کتابوں کے احکام پر ٹھیک ٹھیک عمل کرتے تو ضرور اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے (رزق) کھاتے، ان میں سے ایک گروہ درمیانی راہ چلنے والا ہے، اور ان میں سے زیادہ تر لوگ برے اعمال ہی کرتے ہیں۔''

15 اللہ کی رحمت کا حصول

اللہ کی رحمت وہ چیز ہے جس کے خواہشمند تمام انبیاء و رسل علیہم السلام رہے اور اپنی دعاؤں میں اللہ سے اس کی رحمت کا سوال کرتے رہے اور ہر مسلمان رحمت الٰہی کا محتاج ہے، بلکہ اس کے بغیر تو کسی کا گزارہ ہی نہیں۔ تقویٰ کو اپنانے والوں کے لیے ایک بشارت یہ ہے کہ اللہ کی رحمت کے سب سے بڑھ کر حق دار اہل تقویٰ ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ ②

''اور میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے، چنانچہ جلد ہی میں اس (رحمت) کو ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو پرہیزگار ہیں اور زکاۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾ ③

① المائدۃ: 66۔ ② الاعراف: 156۔ ③ الانعام: 155۔

''یہ ایک بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے، لہٰذا تم اسی کی اتباع کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

16 اہلِ تقویٰ ہی اللہ کے ولی ہیں

اللہ کے قریبی بندوں کو اس کے 'ولی' کہا جاتا ہے۔ اولیاء اللہ کے لیے بڑی فضیلتیں اور بشارتیں ہیں۔ یہ سعادت کیا کم ہے کہ یہ اللہ کے دوست ہیں اور اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔ یہ مقامِ ولایت انھیں تقویٰ کی بدولت ہی حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنْ أَوْلِيَآؤُهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُتَّقُونَ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ [1]

''بے شک اس (مسجد حرام) کے اولیاء تو حقیقت میں متقی حضرات ہی ہیں لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

نیز ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَإِنَّ ٱلظَّـٰلِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۖ وَٱللَّهُ وَلِىُّ ٱلْمُتَّقِينَ ﴾ [2]

''بے شک ظالم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ متقین کا دوست ہے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْـَٔاخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَـٰتِ ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴾ [3]

''آگاہ رہو! بے شک اولیاء اللہ پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے، وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا ان کے لیے دنیاوی زندگی میں خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''

[1] الانفال: 34۔ [2] الجاثیۃ: 19۔ [3] یونس: 62-64۔

17 حق و باطل میں تمیز کی توفیق

تقویٰ اختیار کرنے والے کو اللہ تعالیٰ حق و باطل کے درمیان فرق کرنے کی توفیق عطا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴾[1]

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمھارے لیے کسوٹی بنا دے گا، تم سے تمھاری برائیاں دور کر دے گا اور تمھیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا ہے کہ جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اسے چار عظیم چیزیں حاصل ہوں گی، ان میں سے ہر چیز دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے۔

پہلی چیز: فرقان، یعنی وہ علم و ہدایت جس سے ہدایت و ضلالت، حق و باطل اور حلال و حرام کے درمیان فرق کیا جا سکے۔

دوسری اور تیسری چیز: برائیوں کا کفارہ اور گناہوں کی بخشش۔ یہ دونوں چیزیں اگر الگ الگ ذکر کی جائیں تو اس صورت میں ایک دوسرے میں داخل ہوتی ہیں اور اکٹھا ذکر کیے جانے کی صورت میں تکفیر السیئات کی تفسیر صغیرہ گناہوں کی معافی سے اور مغفرۃ الذنوب کی تفسیر کبیرہ گناہوں کی بخشش سے کی جاتی ہے۔[2]

چوتھی چیز: عظیم اجر اور بے پناہ ثواب، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾[3]

---

[1] الانفال: 29۔ [2] تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان للسعدى، ص: 281۔ [3] الحديد: 28۔

’’اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرتے رہو، اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، وہ تمھیں اپنی رحمت سے دو حصے (اجر) دے گا اور تمھارے لیے ایسا نور بنائے گا کہ تم اس کے ذریعے سے چلتے رہو گے اور وہ تمھیں بخش دے گا، اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔‘‘

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ [1]

’’کیا ایک ایسا شخص جو مردہ تھا، پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور ہم نے اس کے لیے نور بنا دیا، وہ اس کی روشنی میں لوگوں میں چلتا ہے (کیا) وہ اس شخص جیسا (ہو سکتا) ہے جس کا حال یہ ہے کہ وہ اندھیروں میں پڑا ہے، ان سے نکلنے والا نہیں؟ اسی طرح کافروں کے لیے ان کاموں کو مزین کر دیا گیا ہے جو وہ کرتے ہیں۔‘‘

18 شیطان سے تحفظ

تقویٰ شیطان کے حملے سے انسان کی حفاظت کرتا ہے، چنانچہ متقی شخص اگر کسی گناہ میں پڑنے لگے تو وہ فوراً چوکنا ہو جاتا ہے، اللہ کے احکامات کو یاد کرتا ہے اور گناہ کا احساس کرتے ہوئے اللہ سے توبہ واستغفار کرتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴾ [2]

’’بے شک جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آلیتا ہے تو وہ چونک جاتے ہیں اور فوراً ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔‘‘

[1] الانعام: 122۔ [2] الاعراف: 201۔

(19) دنیوی زندگی اور آخرت میں بشارت

تقویٰ اختیار کرنے سے نہ صرف مسلمان کی آخرت سنور جاتی ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں بھی سکون، عزت، قناعت اور رزق حلال جیسی نعمتیں عطا فرماتا ہے اور اس کی زندگی نہایت سکھ اور چین سے گزرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ○ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ﴾ [1]

''آگاہ رہو! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہی ہوں گے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے۔ ان کے لیے دنیاوی زندگی میں خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی، اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''

دنیا میں بشارت سے مراد نیک نامی، مومنوں کے دلوں میں محبت، سچے خواب، اللہ کا لطف وکرم، نیک اعمال کی توفیق اور برے اخلاق سے تحفظ ہے۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: آدمی بھلائی کا عمل کرتا ہے تو لوگ اس پر اس کی تعریف کرتے ہیں، اس سلسلے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا:

((تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ)) [2]

''یہ مومن کی فوری خوشخبری ہے۔''

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علمائے کرام کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ یہ جلد خیر عطا کرنے والی خوشخبری ہے جو اس سے اللہ کے راضی ہونے اور محبت کرنے کی دلیل ہے،

[1] یونس: 62-64۔ [2] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب اذا اثني علی الصالح فهي بشری ولا تضره، ح: 2642۔

چنانچہ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو مخلوق کے نزدیک بھی اسے محبوب بنا دیتا ہے۔ یہ سب کچھ اس شرط کے ساتھ ہے کہ لوگوں کی مدح وستائش میں اس کا ذاتی دخل نہ ہو، ورنہ لوگوں سے تعریف سننے کی خاطر کوئی کام کرنا بے حد مذموم ہے۔ ①

درج ذیل بشارتیں اُخروی بشارت میں شامل ہیں:

پہلی بشارت روح قبض ہوتے وقت فرشتوں کے نزول کی بشارت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴾ ②

''بلاشبہ جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر خوب قائم رہے، ان پر فرشتے (یہ کہتے ہوئے) اترتے ہیں: نہ تم ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور اس جنت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔''

دوسری بشارت قبر میں متقین کے لیے اللہ کی رضا وخوشنودی اور نعمتوں کی بشارت ہے اور تیسری بشارت نعمتوں بھرے باغات میں داخلہ اور دردناک عذاب سے نجات کی بشارت ہے۔ ③

20 اجر وثواب کی حفاظت

جو شخص اللہ کے حرام کردہ امور سے اجتناب اور صبر کا مظاہرہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا اجر ضائع نہیں فرماتا اور اس کے ہر عمل کا اسے پورا پورا ثواب عطا فرماتا ہے۔ صبر کو تین قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: نیکی کے کام کرنے میں جن مشکلات کا سامنا ہو ان پر صبر، گناہوں کو چھوڑنے میں جو پریشانیاں آئیں ان پر صبر اور زندگی میں پیش آنے والی مصیبتوں، پریشانیوں اور آزمائشوں پر صبر۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

① شرح النووي علی صحیح مسلم، : 428/16۔ ② حم السجدة: 30۔
③ تیسیر الکریم الرحمن في تفسیر کلام المنان للسعدي، ص: 324۔

﴿ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ ①

''بے شک جو شخص اللہ سے ڈرے اور صبر کرے تو اللہ نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔''

21 دنیا و آخرت میں نیک انجام

اہل تقویٰ کو اگرچہ تقویٰ شعاری کی زندگی گزارنے پر بڑی آزمائشوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن انجام کار متقین کے حق میں ہمیشہ اچھا ہی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴾ ②

''اور اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم دیجیے اور (خود بھی) اس پر قائم رہیے، ہم آپ سے رزق نہیں مانگتے، ہم ہی آپ کو رزق دیتے ہیں، اور (بہترین) انجام تو (اہل) تقویٰ کے لیے ہے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

﴿ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۫ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ ③

''موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا: تم اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو، بے شک زمین تو اللہ ہی کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور (اچھا) انجام تو پرہیز گاروں ہی کے لیے ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ فَاصْبِرْ ؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ ④

''لہٰذا آپ صبر کرتے رہیے، یقیناً انجام کار متقین ہی کے لیے ہے۔''

① یوسف: 90۔ ② طٰہٰ: 132۔ ③ الاعراف: 128۔ ④ ھود: 49۔

مزید ارشاد ہے:

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾①

''یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کو دیں گے جو زمین میں نہ بڑائی چاہتے ہیں اور نہ فساد، اور (اچھا) انجام تو پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے۔''

نبی کریم ﷺ ان الفاظ میں نیک انجام کی دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ)) ②

''اے اللہ! تمام معاملات میں ہمارے انجام کو سنوار دے اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما۔''

22 دنیا و آخرت کی فلاح و کامرانی

جو شخص تقویٰ کو اپنا شعار بنالیتا ہے تو کامیابی و کامرانی نہ صرف دنیا میں اس کے قدم چومتی ہے بلکہ وہ آخرت کی حقیقی کامیابی ''فوزِ عظیم'' سے بھی ہمکنار ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴾③

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس کا تقویٰ اختیار کرے تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

① القصص: 83۔ ② حسن مسند أحمد: 181/4۔ المعجم الكبير للطبراني، 33/2، ح: 1196۔ ③ النور: 52۔

23 مومن کے لیے طغرائے امتیاز

تقویٰ مومنوں اور بدکاروں کے درمیان امتیاز ہے گویا تقویٰ اہل ایمان کا ایک ایسا لازمی وصف ہے جس کی بنیاد پر ایک حقیقی مومن اور فاسق فاجر، مجرم اور گناہ گار کے درمیان فرق کیا جا سکتا ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؗ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ ﴾ ①

''کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے برابر کر دیں گے جو زمین میں فساد مچاتے رہے، یا ہم پرہیز گاروں کو بدکاروں جیسا کر دیں گے۔''

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴾ ②

''کیا جن لوگوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انھیں ان لوگوں کی مانند کر دیں گے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے؟ ان کا جینا اور مرنا برابر ہے؟ برا ہے جو وہ فیصلہ کر رہے ہیں۔''

اسی طرح ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ كَالْمُجْرِمِیْنَ ۝ مَا لَكُمْ ۫ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴾ ③

''بے شک متقین کے لیے ان کے رب کے ہاں نعمتوں والے باغات ہیں، کیا ہم فرماں برداروں کو مجرموں کے برابر کر دیں گے؟ تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟''

اللہ تعالیٰ، احکام الٰہی بجا لانے والے متقین کو زمین میں فساد مچانے والوں اور کثرت سے گناہ کرنے والوں کی طرح ہرگز نہیں بنائے گا، کیونکہ یہ اللہ کی حکمت کے منافی

① ص: 28۔ ② الجاثیۃ: 21۔ ③ القلم: 34-36۔

ہے کہ وہ اپنے عبادت گزاروں، اپنے اوامر کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والوں اور اپنی مرضیات کے پیرو کار متقی بندوں کو ان جرم پیشہ افراد کی طرح کردے جو اللہ کی نافرمانیوں اور اللہ کی آیتوں کے انکار میں جا واقع ہوئے۔ اگر کسی کا یہ گمان ہو کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو دنیا و آخرت میں برابر کردے گا تو اس نے بڑا برا فیصلہ کیا، اس کا فیصلہ باطل اور اس کی رائے فاسد ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ تمام مومنوں متقیوں کو ان کے اعمال کے مطابق دنیا و آخرت میں نصرت، کامیابی اور سعادت مندی حاصل ہوگی اور تمام گناہ گاروں کو دنیا و آخرت میں غضب الٰہی، عذاب اور بدبختی سے دو چار ہونا پڑے گا۔ ①

24 شعائر اللہ کی تعظیم کا سبب

تقویٰ، اللہ کے شعائر کی تعظیم کا ذریعہ ہے، کیونکہ اللہ کے شعائر دین کے روشن منارے ہیں، ان کی تعظیم کا طریقہ یہ ہے کہ ان کی ادائیگی میں سستی نہ برتی جائے اور حسب استطاعت ان کی تکمیل کی جائے۔ شعائر اللہ کی تعظیم کا صدور دلوں کے تقویٰ سے ہوتا ہے، گویا ان کی تعظیم کرنے والا دراصل اپنے تقویٰ اور ایمان کی صحت کی شہادت دیتا ہے کیونکہ ان شعائر کی تعظیم اللہ کی تعظیم و توقیر کے تابع ہے۔ ②

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴾ ③

''اور جو شعائر اللہ کی تعظیم کرے، تو بلاشبہ یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔''

25 اعمال کی اصلاح

تقویٰ کا ایک ثمرہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی بدولت اعمال کی اصلاح فرماتا ہے، انھیں شرف قبولیت بخشتا ہے، مزید نیکیاں کرنے کی توفیق عنایت کرتا ہے اور اعمال صالحہ کی ادائیگی میں اگر کوئی کمی کوتاہی رہ جائے تو اسے معاف فرما دیتا ہے۔

① تیسیر الکریم الرحمن في تفسیر کلام المنان للسعدی، ص: 722۔ ② تیسیر الکریم الرحمن في تفسیر کلام المنان للسعدی، ص: 487۔ ③ الحج: 32۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ ①

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کہا کرو، وہ تمھارے اعمال درست کر دے گا اور تمھارے لیے تمھارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو یقیناً اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔''

ان آیات میں اللہ نے تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا اور نیک اعمال میں سے ''قول سدید'' کو بطور خاص ذکر کیا ہے۔ اس سے مراد وہ بات ہے جو حق وصداقت کے مطابق یا اس سے قریب تر ہو، جیسے تلاوت قرآن، ذکر الٰہی، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا، علم سیکھنا وسکھانا، علمی مسائل میں درستگی تک پہنچنے کی خواہش وجستجو اور لوگوں کے ساتھ نرم انداز میں گفتگو کرنا وغیرہ۔

اس کے نتیجے میں عمل کی درستی اور گناہوں کی بخشش حاصل ہوتی ہے، الغرض تقویٰ سے تمام امور کی اصلاح ہو جاتی ہے اور تمام برائیوں سے بچا جا سکتا ہے۔ ②

26 اللہ تعالیٰ کے ہاں اعزاز واکرام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴾ ③

① الاحزاب: 70-71۔ ② تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر الکلام المنان للسعدی: 620۔ ③ الحجرات: ۱۳

''اے لوگو! بلا شبہ ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمھارے خاندان اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بلا شبہ اللہ کے ہاں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے، بلا شبہ اللہ بہت علم والا، خوب باخبر ہے۔''

چنانچہ لوگوں میں اللہ کے نزدیک سب سے معزز وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ شعار ہے اور سب سے زیادہ تقویٰ شعار وہ ہے جو اللہ کا سب سے زیادہ اطاعت گزار اور گناہوں سے دور ہو، نہ کہ وہ جو سب سے اعلیٰ حسب ونسب والا ہو۔ اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے، وہ بخوبی جانتا ہے کہ حقیقت میں کون متقی ہے اور کون تقویٰ سے تہی دامن ہے اور دونوں کو ان کے استحقاق کے مطابق بدلہ عطا فرمائے گا۔ [1]

27 پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات

تقویٰ کے ذریعے سے ہر دشواری، پریشانی اور مصیبت سے نجات حاصل ہوتی ہے، نیز اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ متقی کو ایسے راستے سے روزی عطا فرماتا ہے جس کا اسے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا﴾ [2]

''اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور ایسی جگہ سے اسے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا وہ اسے کافی ہوگا، بے شک اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔''

[1] تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان للسعدي، ص: 745۔
[2] الطلاق: 3-2۔

28 معاملات میں آسانی

تقویٰ کے ذریعے سے معاملات میں آسانی حاصل ہوتی ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا﴾ [1]

''اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے ہر کام میں آسانی کر دے گا۔''

چنانچہ جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ اس کے سارے معاملات آسان کر دے گا اور اس کی ہر دشواری کو سہل بنا دے گا۔

29 گناہوں کی معافی اور اجر وثواب

تقویٰ سے متقی کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اجر وثواب دوبالا ہوجاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا﴾ [2]

''اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے گناہ مٹا دے گا اور اسے بہت زیادہ اجر دے گا۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ﴾ [3]

''اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان کی تمام برائیاں معاف فرما دیتے اور انھیں نعمت والے باغوں میں ضرور داخل کرتے۔''

30 ہدایت اور نصیحت کا حصول

اللہ کی آیتوں سے صحیح معنوں میں متقین ہی استفادہ کرتے ہیں، چنانچہ یہ آیتیں انھیں ہدایت کی راہ دکھاتی ہیں، انھیں نصیحت کرتی ہیں اور انھیں گمراہی سے بچاتی ہیں۔

[1] الطلاق:4۔ [2] الطلاق:5۔ [3] المائدۃ: 65۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ ①

''یہ قرآن عام لوگوں کے لیے تو بیان ہے اور پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ونصیحت ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کو سارے لوگوں کے لیے عمومی طور پر ''بیان'' اور متقیوں کے لیے خصوصی طور پر ''ہدایت ونصیحت'' کا ذریعہ قرار دیا ہے، یہ حسن بصری اور قتادہ کا قول ہے۔ ②

اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی یہی بات بالجزم کہی ہے۔ ③

اور کہا گیا ہے کہ ﴿هٰذَا﴾ سے درج ذیل آیت کی طرف اشارہ ہے:

﴿قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ﴾ ④

''تم سے پہلے بھی ایسے واقعات گزر چکے ہیں تو تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ (نبیوں کو) جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔''

علامہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دونوں معانی صحیح ہیں۔ ⑤

مَیں عرش عظیم کے رب اللہ عظیم و برتر سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تمام مومنوں کو ان تمام ثمرات سے بہرہ مند ہونے والے اپنے متقی بندوں میں شامل فرمائے۔ وہ ہر چیز پر قادر اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔

• • ◇ • •

① آل عمران: 138۔ ② جامع البیان فی تاویل القرآن للطبری: 232/7۔

③ تفسیر القرآن العظیم: 386/1۔ ④ آل عمران: 137۔

⑤ تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان للسعدی، ص: 117۔
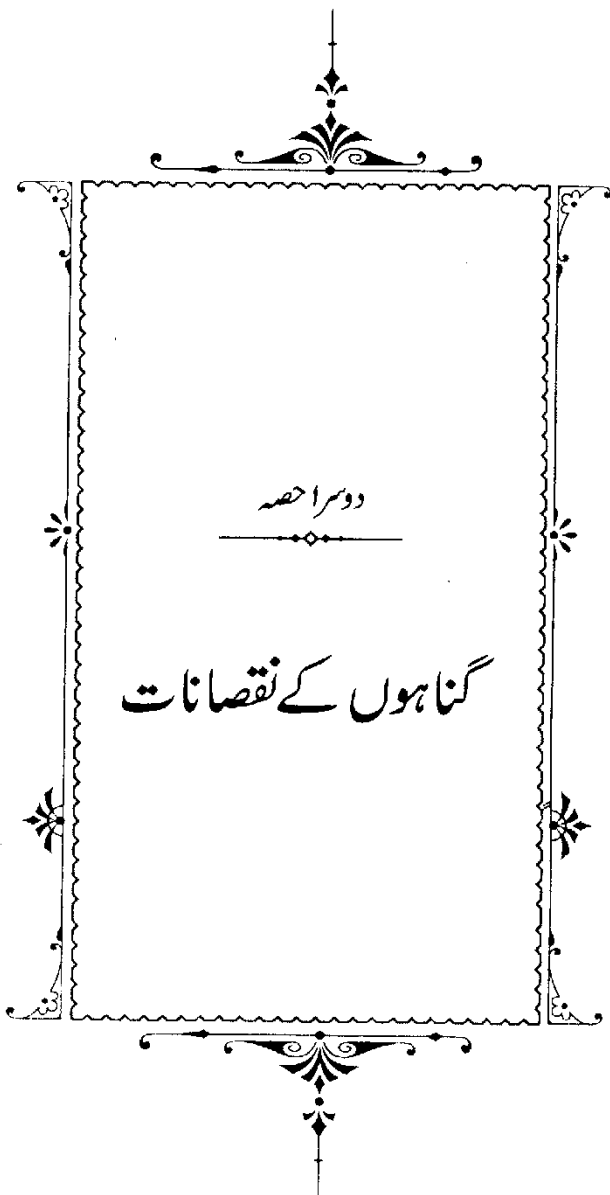
دوسرا حصہ

گناہوں کے نقصانات

معصیت (نافرمانی/گناہ) کی لغوی تعریف

عصیان (معصیت) اطاعت کی ضد ہے، جب بندہ اللہ کے حکم کی مخالفت کرے تو کہا جاتا ہے: ''عَصَى الْعَبْدُ رَبَّهُ'' اور جب کوئی شخص اپنے امیر کی اطاعت نہ کرے تو کہا جاتا ہے: ''عَصَى فُلَانٌ أَمِيرَهُ۔''①

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ﴾ ②

''اور اللہ نے تمھارے لیے کفر، فسق اور نافرمانی کو ناپسند بنا دیا ہے۔''

امام جرجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تابعداری ترک کر دینے کا نام عصیان ہے۔ ③

معصیت کی اصطلاحی تعریف

شرعی اصطلاح میں احکام کو چھوڑ دینے اور منع کردہ امور کو انجام دینے کا نام معصیت ہے۔ معلوم ہوا کہ معصیت ان ظاہری و باطنی اعمال کو ترک کرنے کا نام ہے جن کا حکم اللہ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ اسی طرح ایسے کام کرنا جن سے اللہ یا اس کے رسول نے منع فرمایا ہے۔ ④

① لسان العرب، لابن المنظور: 15/67۔ ② الحجرات: 7۔

③ التعریفات، ص:195۔

④ الجواب الکافی لم سأل عن الدواء الشافی لابن القیم، ص:221۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾ ①

''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرے، وہ اسے جہنم میں ڈالے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾ ②

''اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو ان کے لیے اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ واضح گمراہی میں جا پڑا۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ﴾ ③

''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔''

معصیت کے مترادف الفاظ

معصیت کے ہم معنی بہت سے الفاظ استعمال ہوتے ہیں، چند الفاظ درج ذیل ہیں:

① النساء:14۔ ② الاحزاب:36۔ ③ الجن:23۔

فُسُوق وَ عِصْيَان

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ﴾ [1]

''اور (اللہ نے) تمھارے لیے کفر، فسوق اور نافرمانی کو ناپسند بنا دیا، یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

2 حُوب

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا﴾ [2]

''اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور پاک چیز کے بدلے میں ناپاک چیز نہ لو اور اپنے مالوں کے ساتھ ان کے مال ملا کر نہ کھاؤ، بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔''

3 ذَنْب

اللہ تعالیٰ نے قوم لوط، اصحاب مدین، قومِ عاد، قومِ ثمود، قارون، فرعون اور ہامان کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

﴿فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ [3]

[1] الحجرات:7۔ [2] النساء:2۔ [3] العنکبوت:40۔

”پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑا، چنانچہ ان میں سے کوئی تو وہ تھا جس پر ہم نے پتھروں بھری آندھی بھیجی اور ان میں سے کوئی وہ تھا جسے چیخ نے آ پکڑا اور ان میں سے کوئی وہ تھا جسے ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے کوئی وہ تھا جسے ہم نے غرق کر دیا اور اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا، بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔“

4 خَطِيئَة

برادران یوسف کے قول کو ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قَالُوْا يٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ﴾ ①

”انھوں نے کہا: اے ابا جان! آپ ہمارے لیے گناہوں کی بخشش طلب کیجیے، بے شک ہم ہی خطا کار ہیں۔“

5 سَيِّئَة

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ ②

”بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔“

6 اِثْم

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ③

”اے نبی ﷺ کہہ دیجیے: میرے رب نے تو صرف بے حیائی کی باتوں کو

① یوسف: 97۔ ② ہود: 114۔ ③ الاعراف: 33۔

حرام ٹھہرایا ہے، وہ ظاہر ہوں یا چھپی ہوئی ہوں اور گناہ کو اور ناحق ظلم کو بھی اور یہ بھی کہ تم اللہ کے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ تم اللہ کے متعلق وہ باتیں کہو جو تم نہیں جانتے۔‘‘

7 فَساد

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾[1]

’’جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کی کوشش کرتے ہیں، ان کی سزا تو صرف یہ ہے کہ انھیں قتل کیا جائے، سولی دی جائے، ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیے جائیں یا انھیں جلا وطن کر دیا جائے۔ یہ دنیا میں ان کے لیے ذلت ہے اور آخرت میں ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔‘‘

8 عُتُوّ

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴾[2]

’’جب انھوں نے اس معاملے میں سرکشی کی جس سے انھیں روکا گیا تھا تو ہم نے انھیں کہا: تم ذلیل بندر بن جاؤ۔‘‘

[1] المائدۃ: 33۔ [2] الاعراف: 166۔

لوگ گناہ کیوں کرتے ہیں؟

گناہوں کے چند اسباب ہیں جن کی بنا پر لوگ گناہوں میں ملوث ہو جاتے ہیں اور اس کی کثرت وقلت کے بھی اسباب ہیں، یہ اسباب دو قسم کے ہیں:

پہلی قسم: ابتلاو آزمائش

پھر اس کی بھی کچھ صورتیں ہیں:

1 بھلائی و برائی کے ذریعے سے آزمائش، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ﴾[1]

''ہم بطور ابتلا و آزمائش کے تم میں سے ہر ایک کو برائی اور بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں اور تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آسانی و پریشانی، صحت و بیماری، تونگری و محتاجی، حلال وحرام، اطاعت ومعصیت اور ہدایت وگمراہی کے ذریعے سے آزماتا ہے، خیر و بھلائی کے ذریعے آزمانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بندہ اس کا شکریہ ادا کرتا ہے یا نہیں، اور برائی سے آزمانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بندہ اس مصیبت، پریشانی اور تکلیف پر صبر کرتا ہے یا نہیں۔[2]

2 مال واولاد کے ذریعے سے آزمائش

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾[3]

---

[1] الانبیاء: 35۔ [2] تفسیر الطبری: 18/440۔ [3] التغابن: 15۔

''تمھارے مال اور اولاد تو سراسر تمھاری آزمائش ہیں اور اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔''

چنانچہ مال و اولاد فتنہ، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی آزمائش کا سبب ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اطاعت گزاروں اور گناہگاروں کو الگ کر دے۔①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم میں سے کوئی شخص یہ دعا نہ کرے: اے اللہ! میں فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں، کیونکہ ہر شخص فتنے میں مبتلا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ﴾②

''تمھارے مال اور تمھاری اولاد تو سراسر تمھاری آزمائش ہیں۔''

بلکہ تم میں سے جو بھی پناہ مانگنا چاہے وہ گمراہ کن فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے۔

3 بعض فتنے مذکورہ بالا فتنوں سے عام ہوتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَ كَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴾③

''اور ہم نے تمھیں ایک دوسرے کے لیے آزمائش بنایا، کیا تم صبر کرتے ہو؟ اور آپ کا رب خوب دیکھنے والا ہے۔''

اگر کوئی انسان ان آزمائشوں میں کامیاب ہوجائے تو یہ اس کے لیے نجات کا سبب ہیں اور آزمائش میں ناکامی کی صورت میں یہ آزمائش بندے کے لیے گناہوں میں مبتلا ہونے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ جو انسان کے لیے ہلاکت اور تباہی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

---

① تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: 376/4۔ ② اغاثة اللهفان لابن القیم: 160/2۔

③ الفرقان: 20۔

دوسری قسم: جس کی بعض صورتیں درج ذیل ہیں:

1 اللہ تعالیٰ پر ایمان و یقین میں کمزوری اور ذاتِ باری تعالیٰ سے جہالت، کیونکہ جس دل میں معرفت الٰہی نہیں ہوگی، وہ دل اللہ کے مراقبے، محبت، خوف اور تعظیم سے محروم رہے گا اور نتیجتاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی وعدے یا وعید کو وہ خاطر میں نہیں لائے گا، جبکہ اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ﴾ ①

''اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والی آنکھوں اور سینوں میں چھپے رازوں کو بھی جانتا ہے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

﴿الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ○ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ﴾ ②

''جو آپ کو دیکھتا ہے جب آپ قیام کرتے ہیں۔ اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان آپ کی نقل و حرکت بھی۔''

2 شبہات:

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فتنوں کی دو قسمیں ہیں: ایک شبہات کا فتنہ جو دونوں میں سے عظیم تر ہے اور دوسرا خواہشات کا فتنہ۔ کبھی بندے میں دونوں فتنے جمع ہو جاتے ہیں اور کبھی ایک۔

بصیرت کی کمزوری، علم کی کمی اور فاسد سوچ انسان کے ذہن میں شکوک و شبہات پیدا کرتی ہے۔ بعض اوقات انسان کسی چیز کو صحیح سمجھ نہیں پاتا یا اس تک صحیح بات پہنچتی ہی نہیں جس کی وجہ سے اس کے ذہن میں شکوک و شبہات جنم لیتے ہیں۔ اسی طرح انسان کی بدنیتی اور خواہشِ نفس کی پیروی بھی اس کے ذہن کو شکوک و شبہات کی آماجگاہ بنا دیتی ہے۔③

① المؤمن: 19۔ ② الشعراء: 219-218۔ ③ اغاثۃ اللهفان من مصايد الشيطان: 165/2۔

3 شہوات (خواہشاتِ نفس) اللہ تعالیٰ نے شبہات اور خواہشات نفس کو درج ذیل آیت کریمہ میں اکٹھا بیان فرمایا ہے:

﴿كَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُم بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُم بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي خَاضُوا ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾ [1]

''(منافقو!) تم ان لوگوں کی طرح ہو جو تم سے پہلے تھے، وہ قوت میں تم سے کہیں زبردست اور مال و اولاد میں کہیں زیادہ تھے، تو انھوں نے اپنے حصے سے فائدہ اٹھایا، پھر تم نے اپنے حصے سے فائدہ اٹھایا جس طرح ان لوگوں نے اپنے حصے سے فائدہ اٹھایا جو تم سے پہلے تھے، اور تم بھی فضول باتوں میں الجھے رہے جس طرح وہ فضول باتوں میں الجھے رہے۔ یہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہو گئے اور یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

منافقین نے دنیا اور دنیا کی رنگینیوں سے اپنے حصے کا لطف اٹھایا۔ ''خلاق'' کے معنی مقررہ حصے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اسی طرح دنیا میں مست و مگن رہے جس طرح وہ مست رہے تھے، یہ باطل یعنی شبہات میں پڑنا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ان چیزوں کی طرف اشارہ فرمایا جن سے دل اور دین کی بربادی ہوتی ہے، یعنی دنیا کی زیب و زینت میں مست و مگن رہنا اور باطل میں پڑنا، کیونکہ دین کی خرابی یا تو باطل اعتقاد اور اس کے پرچار کرنے سے ہوتی ہے یا صحیح علم کے خلاف عمل کرنے سے ہوتی ہے۔ پہلی چیز بدعت اور اس کے متعلقات ہیں اور دوسری چیز بدعملی ہے، چنانچہ پہلی خرابی شبہات کی جانب سے جبکہ دوسری خرابی خواہشات نفس کی جانب سے ہوتی ہے۔ [2]

---

[1] التوبۃ: 69۔ [2] اغاثۃ اللهفان، لابن القیم: 166/2۔

شبہات کے فتنے کو یقین سے اور خواہشات نفس کے فتنے کو صبر کے ذریعے سے دفع کیا جا سکتا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے دین کی امامت کا حق دار اسے ٹھہرایا ہے جس میں صبر اور یقین کی صفات موجود ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۣ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴾①

''اور جب ان لوگوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔''

معلوم ہوا کہ صبر و یقین سے دین میں امامت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ عقل و صبر کے کمال سے شہوت کے فتنے کا اور بصیرت و یقین کے کمال سے شبہات کے فتنے کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔②

یاد رہے کہ کچھ خواہشات حلال اور جائز ہوتی ہیں اور کچھ حرام۔ حلال خواہشات وہ ہیں جنھیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حلال قرار دیا ہے اور حرام خواہشات وہ ہیں جنھیں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔

4 شیطان: گناہوں میں واقع ہونے کا سب سے عظیم سبب شیطان ہے، کیونکہ وہ انسان کا بدترین دشمن ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴾③

''بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے، لہٰذا تم اسے دشمن ہی جانو، وہ اپنے گروہ کو محض اس لیے بلاتا ہے کہ وہ جہنم والوں میں سے ہو جائیں۔''

شیاطین دو قسم کے ہوتے ہیں: انسانوں کے شیاطین اور جنوں کے شیاطین۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

① السجدة: 24۔ ② اغاثة اللهفان، لابن القيم: 167/2۔ ③ الفاطر: 6

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا یَفْتَرُوْنَ﴾ ①

"اور اسی طرح ہم نے انسانوں اور جنوں میں سے شیاطین، ہر نبی کے دشمن بنائے، ان کا ایک دوسرے کے دل میں چکنی چپڑی باتیں ڈالتا رہتا ہے تاکہ اسے دھوکے میں رکھے اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسے کام نہ کرتے، پس ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور جو جھوٹ گھڑ رہے ہیں (گھڑتے رہیں)۔"

انسانوں کے شیطان سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، احسن طریقے سے ان کا مقابلہ کیا جائے اور برائی اور اچھائی کے ساتھ دور کیا جائے۔

جنات کے شیاطین سے بچنے کا راستہ ان سے اللہ کی پناہ مانگنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ﴾ ②

"اور اگر آپ کو شیطان کا کوئی وسوسہ ابھارے تو اللہ کی پناہ طلب کیجئے بے شک وہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔"

شیطان انسان کو سات گھاٹیوں میں سے کسی ایک گھاٹی میں گرفتار کرنا چاہتا ہے، یہ گھاٹیاں ایک سے بڑھ کر ایک دشوار گزار ہیں۔ جب شیطان انسان کو دشوار ترین گھاٹی میں گرفتار کرنے میں ناکام ہوتا ہے تو ایک ایک کر کے نیچے والی گھاٹی میں اترتا جاتا ہے۔

پہلی گھاٹی: کفر و شرک کی گھاٹی ہے اللہ تعالیٰ، اس کے دین، اس کی ملاقات، اس کے اوصاف کمال اور اس کی بابت اس کے رسولوں کی دی ہوئی خبروں کے ساتھ کفر و شرک کی گھاٹی، اگر شیطان اس گھاٹی میں انسان کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوجائے تو اس کی عداوت کی آگ سرد پڑ جاتی ہے اور وہ مطمئن ہوجاتا ہے اور اگر بندہ اس گھاٹی سے نجات پالے تو وہ دوسری گھاٹی میں اس کے درپے ہوجاتا ہے۔

① الانعام: 112۔ ② حم السجدة: 36۔

دوسری گھاٹی: بدعت کی گھاٹی ہے یعنی اس حق کے خلاف عقیدہ رکھنا جسے دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے یا دین اسلام میں ایجاد کردہ بدعات کے ذریعے سے اللہ کی بندگی کرنا۔ اگر اللہ تعالیٰ بندے کو اس گھاٹی سے بچ نکلنے کی توفیق عطا فرما دے تو شیطان اسے تیسری گھاٹی میں تلاش کرتا ہے۔

تیسری گھاٹی: کبیرہ گناہوں کی گھاٹی ہے اگر شیطان کا اس گھاٹی میں انسان پر بس چلتا ہے تو وہ اس گھاٹی کو اس کے لیے مزین و آراستہ کر کے اور اس کی نگاہ میں سنوار کر پیش کرتا ہے۔ اگر بندہ اس گھاٹی کو بھی اللہ کی توفیق سے طے کر لے تو وہ اسے چوتھی گھاٹی میں تلاش کرتا ہے۔

چوتھی گھاٹی: صغیرہ گناہوں کی گھاٹی ہے شیطان انسان کے لیے بڑے عظیم آلات پیمائش سے صغیرہ گناہوں کو تولتا ہے اور گناہوں کو اس کے سامنے آسان اور کمتر بنا کر پیش کرتا ہے اور اسے تسلی دیتا ہے کہ یہ گناہ تو معمولی سا ہے، یہاں تک کہ وہ اس کا عادی ہوجاتا ہے، نتیجتاً ندامت کرنے والا کبیرہ گناہوں کا مرتکب بھی اس سے بہتر ہوتا ہے، کیونکہ مسلسل صغیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنا کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے بدتر ہوتا ہے۔ توبہ و استغفار سے کوئی گناہ کبیرہ نہیں رہتا اور اصرار سے کوئی گناہ صغیرہ نہیں رہتا۔ اگر انسان اس گھاٹی سے نجات پالے تو شیطان اسے پانچویں گھاٹی میں تلاش کرتا ہے۔

پانچویں گھاٹی: مباح اور جائز امور کی گھاٹی ہے۔ شیطان انسان کو مباح چیزوں میں مشغول کر کے کثرت سے نیکیاں کمانے اور آخرت کے لیے زاد راہ جمع کرنے سے روکتا ہے، پھر اسے ڈھیل دے کر سنتوں کے چھوڑنے اور رفتہ رفتہ فرائض وواجبات کے ترک کرنے تک لے جاتا ہے اور اگر کچھ نہیں تو کم از کم وہ عظیم فوائد و منافع سے ضرور محروم ہوجاتا ہے۔ اگر انسان بصیرت، نور ہدایت اور نیکیوں کی قدر و قیمت کی معرفت کے ذریعے سے اس گھاٹی سے نجات پالے تو شیطان اسے چھٹی گھاٹی میں تلاش کرتا ہے۔

چھٹی گھاٹی: غیر افضل اور عام نیک اعمال کی گھاٹی ہے۔ شیطان انسان کو ان کی رغبت دلاتا ہے اور اس کی نگاہ میں انھیں مزین و آراستہ کرتا ہے تاکہ ان کے ذریعے سے

انھیں افضل اور بڑے بڑے نیک اعمال سے غافل کر دے، چنانچہ وہ اسے مفضول و مرجوح عمل میں پھنسا کر افضل اور راجح عمل سے غافل کر دیتا ہے۔ اگر بندہ اعمال کے مراتب اور فضلیت و اہمیت کی معرفت کے ذریعے سے اس گھاٹی سے نجات پا لے تو اسے تلاش کرنے کے لیے ایک گھاٹی کے سوا کچھ باقی نہیں بچتا، اور وہ ساتویں گھاٹی ہے۔

ساتویں گھاٹی: شیطان بندے کو قلبی اور جسمانی اذیت پہنچانے کے لیے اپنے لشکر کو بندے پر مسلط کر دیتا ہے، چنانچہ جس قدر بندے کا مقام و مرتبہ بلند ہوتا ہے اسی قدر دشمن اپنے سواروں اور پیادوں کو اس کے پیچھے دوڑاتا ہے اور اس پر غالب ہونے کی کوشش کرتا ہے اور مختلف انداز سے اپنے گروہ اور افراد کو اس پر مسلط کرتا ہے۔ یہ وہ گھاٹی ہے جس سے نجات کا کوئی راستہ نہیں، کیونکہ بندہ جس قدر استقامت اختیار کرنے اور اللہ کی طرف دعوت دینے میں جدو جہد کرے گا دشمن بھی اپنے چیلوں سے اسے ورغلانے کی کوشش کرے گا۔ [1]

[1] مدارج السالکین لابن القیم: 222-226/1

گناہوں کے راستے

اول: نفس امارہ (برائی پر آمادہ کرنے والا نفس)

شیطان، اس کے حواری اور اس کے لشکر نفس امارہ میں اس کی خواہشات کے راستے سے داخل ہوتے ہیں اور جب نفس امارہ شیطان کے ساتھ ہو جاتا ہے تو وہ دل میں داخل ہو کر اسے خراب کرنے کے لیے درج ذیل چھ راستوں پر قابض ہوتے ہیں:

1. آنکھ کا راستہ: شیطان اور اس کے ساتھی اس کی نظر کو آوارہ بنا دیتے ہیں اور وہ عبرت ونصیحت حاصل کرنا چھوڑ دیتا ہے۔
2. کان کا راستہ: اس سے وہ باطل چیزیں داخل کرتے ہیں اور حق داخل ہونے سے روکتے ہیں۔
3. زبان کا راستہ: اس پر ایسی بات لاتے ہیں جو نقصان دہ ہو، نفع بخش نہ ہو۔
4. منہ کا راستہ: اس راستے سے پیٹ میں قسم قسم کی حرام چیزیں داخل کرتے ہیں۔
5. ہاتھ کا راستہ: اسے باطل چیز کو لینے اور حق سے رکنے پر مجبور کرتے ہیں۔
6. پیر کا راستہ: اسے باطل کی طرف چلنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ [1]

شیطان انھی چھے راستوں سے کسی انسان پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتا ہے اور انھی راہوں سے ہوتے ہوئے وہ دل تک پہنچ جاتا ہے۔

[1] الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي لابن القيم: ص 189-180۔

دوم: شیطان

شیطان جن دروازوں سے لوگوں کو جہنم میں داخل کرتا ہے وہ تین ہیں:

1. شبہات کا دروازہ، اس سے بندہ اللہ کے دین میں شکوک وشبہات کا شکار ہوتا ہے۔
2. شہوت کا دروازہ، اس سے وہ خواہشات نفس کو اللہ کی اطاعت ورضا پر ترجیح دینے لگتا ہے۔
3. غضب کا دروازہ، اس سے وہ اللہ کی مخلوق پر ظلم وسرکشی کو روا رکھتا ہے۔

سوم: شیطان کے انسان تک پہنچنے کے راستے

شیطان کے انسان تک پہنچنے کے راستے تین جانب سے ہیں:

1. اسراف وفضول خرچی

انسان جب ضرورت سے زیادہ کھاتا پیتا، سوتا اور راحت طلب کرتا ہے تو جن زائد چیزوں کی نفس کو حاجت نہیں ہوتی وہ فالتو پڑی رہتی ہیں اور یہی شیطان کا حصہ اور دل تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ اس سے بچنے کا راستہ یہ ہے کہ نفس کو اس کی مطلوبہ غذا، نیند، لذت یا آرام نہ دیا جائے، چنانچہ جب یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا تو اس سے دشمن کے داخل ہونے سے امن حاصل ہوجائے گا۔

2. غفلت

غفلت یادالٰہی کی ضد ہے۔ بیدار مغز شخص ذکر کے محفوظ قلعے میں ہوتا ہے، جیسے ہی وہ غافل ہوتا ہے قلعے کا دروازہ کھل جاتا ہے اور شیطان اس میں داخل ہوجاتا ہے، پھر اس کو اس سے نکالنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔

3. فضول چیزوں میں پڑنا[1]

[1] الفوائد لابن القیم، ص: 334۔ الجواب الکافي لمن سأل عن الدواء الشافي، ص:266۔

چہارم: چار راستے جن کی حفاظت ہلاکتوں سے نجات کا ذریعہ ہے

چار راستے ایسے ہیں کہ بندہ اگر ان کی حفاظت کر لے تو وہ ہلاکتوں سے نجات پا لے گا، اسی لیے کہا گیا ہے: جس نے ان چار چیزوں کی حفاظت کی اس نے اپنا دین بچا لیا اور وہ یہ ہیں: نگاہیں، خیالات، کلام اور قدم۔

عام طور پر انسان انھی چار دروازوں سے گناہوں میں ملوث ہوتا ہے۔

1 نگاہ

نگاہیں شہوت کی پیش خیمہ اور پیغامبر ہوتی ہیں، ان کی حفاظت دراصل شرمگاہ کی حفاظت ہے۔ جس نے اپنی نگاہ کو اللہ کی حرام کردہ چیزوں میں آزاد چھوڑ دیا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت و بربادی کے دہانے پر ڈال دیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾[1]

"(اے نبی!) آپ مومن مردوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے بہت پاکیزہ (عمل) ہے، بلاشبہ اللہ اس سے خوب باخبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔"

یاد رہے کہ نگاہ ان تمام حوادث اور مصائب و آلام کی اصل جڑ ہے جن سے انسان دو چار ہوتا ہے، شاعر کہتا ہے:

كُلُّ الْحَوَادِثِ مَبْدَأُهَا مِنَ النَّظَرِ
وَمُعْظَمُ النَّارِ مِنْ مُسْتَصْغَرِ الشَّرَرِ
كَمْ نَظْرَةٌ بَلَغَتْ فِي قَلْبِ صَاحِبِهَا
كَمَبْلَغِ السَّهْمِ بَيْنَ الْقَوْسِ وَالْوَتَرِ

[1] النور: 31-30۔

وَالْعَبْدُ مَا دَامَ ذَا طَرْفٍ يُقَلِّبُهُ
فِي أَعْيُنِ الْغَيْرِ مَوْقُوفٌ عَلَى الْخَطَرِ
يَسُرُّ مُقْلَتَهُ مَا ضَرَّ مُهْجَتَهُ
لَا مَرْحَبًا بِسُرُورٍ عَادَ بِالضَّرَرِ ①

''تمام حادثات کی ابتدا نگاہ سے ہوتی ہے اور بڑی آگ معمولی چنگاریوں ہی سے لگتی ہے۔ بہت سی نگاہیں نگاہ باز کے دل میں اس طرح پہنچ جاتی ہیں جس طرح تیر کمان اور تانت کے درمیان پہنچتا ہے اور بندہ جب تک نگاہیں چار کرتا رہتا ہے خطرے کی آغوش میں رہتا ہے۔ وہ اپنی آنکھ کو لذت پہنچاتا ہے لیکن اپنی روح کو نقصان پہنچاتا ہے، ایسی خوشی کو مرحبا نہیں کہا جاسکتا جس کا انجام کار نقصان ہو۔''

2 خیالات

خیالات کا معاملہ بہت سنگین ہے کیونکہ یہ خیال خیر و شر کی بنیاد ہیں، انھی سے ارادے، سوچ اور عزائم پیدا ہوتے ہیں۔ جو شخص اپنے خیالات کی نگرانی کرتا ہے وہ اپنے نفس کے اختیارات کا مالک ہوتا ہے اور اپنی خواہشات پر قابو پالیتا ہے اور جو شخص خیالات سے مغلوب ہوجائے تو یہ خیالات اسے ہلاکت وتباہی کی طرف لے جاتے ہیں۔

محمود خیالات کی کئی قسمیں ہیں جن کا دارو مدار مندرجہ ذیل چار اصولوں پر ہے:

① وہ خیال جن سے بندہ اپنے دنیوی مفاد حاصل کرتا ہے۔

② وہ خیال جن سے وہ اپنے دنیوی نقصانات دور کرتا ہے۔

③ وہ خیال جن سے بندہ اپنے اخروی مصالح (فوائد) حاصل کرتا ہے۔

④ وہ خیال جن سے وہ اپنے اخروی نقصانات دور کرتا ہے۔

① الجواب الكافي: ص 276-269۔

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے تمام تر خیالات، سوچ اور فکر انھی چار قسموں میں محدود رکھے۔ ①

3 الفاظ

الفاظ کی حفاظت یہ ہے کہ کوئی لفظ بیکار نہ نکلنے پائے۔ بندہ وہی بات زبان سے نکالے جس سے اسے فائدہ ہو اور دین میں خیر کی امید ہو، چنانچہ جب کوئی بات کہنا چاہے تو پہلے غور کر لے کہ اس میں کوئی فائدہ ہے یا نہیں؟ اگر اس میں فائدہ نظر نہ آئے تو خاموشی اختیار کرے اور اگر اس میں فائدہ ہو تو دیکھے کہ کیا اس کے نتیجے میں کوئی اس سے زیادہ مفید بات تو نہیں چھوٹ رہی؟ اگر ایسا ہو تو وہی الفاظ منہ سے نکالے جو زیادہ سودمند ہیں فائدے کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دے۔

اگر کوئی شخص کسی کے دل کی کیفیت کو معلوم کرنا چاہتا ہے تو وہ زبان کی حرکت سے کرسکتا ہے کہ اس کے دل میں کیا ہے۔ کوئی چاہے یا نہ چاہے، بات دل کا راز کھول دیتی ہے، چنانچہ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سینے میں دل کی مثال جوش مارتی ہوئی ہانڈی کی طرح ہے اور زبانیں ان کی ڈوئیاں ہیں، لہٰذا آدمی کے بولنے تک انتظار کرو کیونکہ اس کے دل میں جو کچھ میٹھا کھٹا، تلخ وشیریں ہوگا اس کی زبان تمہیں نکال کر دے دے گی، اس کے دل میں جو کچھ ہوگا اس کا ذائقہ اس کی زبان سے معلوم ہو جائے گا۔ ②

مطلب یہ ہے کہ جس طرح آپ اپنی زبان سے ہانڈیوں کے کھانے کا مزہ چکھتے ہیں اور آپ کو اس کی حقیقت کا علم ہوتا ہے اسی طرح آپ آدمی کی زبان سے اس کے دل کا حال معلوم کر سکتے ہیں، چنانچہ جس طرح آپ اپنی زبان سے برتن کا مزہ چکھتے ہیں اسی طرح آدمی کی زبان سے اس کے دل کا مزہ چکھ سکتے ہیں۔

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اپنی زبان کی حفاظت کرے، کیونکہ جو چیز سب سے زیادہ

① الجواب الكافي، ص: 269-276۔

② حلية الأولياء، لأبي نعيم: 63/10، الجواب الكافي: ص 276۔

انسان کو جہنم میں داخل کرتی ہے وہ منہ اور شرمگاہ ہے۔ زبان لوگوں کو ان کی ناک کے بل جہنم میں ڈھکیل دیتی ہے۔ بسا اوقات آدمی کوئی بات کہتا ہے جس کی وہ پروا نہیں کرتا لیکن وہ اسے مشرق و مغرب سے بھی زیادہ فاصلے پر جہنم میں ڈھکیل دیتی ہے یا اس کے سبب وہ ستر سال کے لیے جہنم رسید ہو جاتا ہے، یا پھر اللہ کی ناراضی کی کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کے بھیانک انجام کا اسے احساس و گمان بھی نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ اس کے نتیجے میں قیامت تک کے لیے اس سے اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔

اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والا شخص یا تو بھلی بات کہتا ہے یا خاموش رہتا ہے، اور بندے کے اسلام کا حسن اسی میں ہے کہ وہ ضرورت ہی کی بات کہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ مسلمان پر سب سے زیادہ زبان ہی کا خوف کھاتے تھے۔ آدمی کی کوئی بات اس کے حق میں نہیں ہوتی، سوائے بھلائی کا حکم دینے، برائی سے روکنے اور ذکر الٰہی کے۔

الفاظ تمھارے اسیر (قیدی) ہیں اور جب تمھارے منہ سے نکل جاتے ہیں تو تم ان کے اسیر ہو جاتے ہو اور یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ کسی کی کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں، چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴾ [1]

"انسان منہ سے جو لفظ نکالتا ہے (اسے لکھنے کے لیے) اس کے پاس ایک نگران تیار ہوتا ہے۔"

انسان کی زبان میں دو بڑی آفتیں ہیں۔ اگر انسان ایک سے چھٹکارا پا لیتا ہے تو دوسرے کا شکار ہو جاتا ہے۔ ایک بولنے کی آفت اور دوسری خاموش رہنے کی آفت، چنانچہ غلط بات کرنے والا بھی اللہ کا نافرمان ہوتا ہے اور حق بات سے خاموش رہنے والا بھی گونگا شیطان اللہ کا نافرمان ٹھہرتا ہے، جبکہ اعتدال پسند اہل حق اپنی زبانوں کو باطل ناحق اور ناروا بات سے روکتے ہیں اور اپنی زبان سے صرف حق اور مفید بات ہی نکالتے ہیں۔ ایک بندہ قیامت کے روز پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئے گا لیکن اس کی بے

[1] ق: 18۔

لگام زبان ان تمام نیکیوں کو ملیا میٹ کر دے گی اور ایک دوسرا آدمی پہاڑ کے برابر گناہ لے کر آئے گا لیکن اللہ کا ذکر ان تمام برائیوں کو مٹا دے گا۔ ①

4 قدم

قدموں کی حفاظت یہ ہے کہ بندہ اپنے قدموں کو انھی چیزوں میں حرکت دے جن میں ثواب کی امید ہو، اگر وہ قدم اٹھانے میں ثواب نہیں دیکھتا، یا مزید یہ ثواب کی امید نہیں رکھتا تو اسے روکے رکھنا ہی اس کے لیے بہتر ہے۔ اگر کوئی مسلمان کسی جائز ومباح کام کے لیے قدم اٹھاتے وقت اللہ کے تقرب کی نیت کر لے تو اس نیک نیتی کی وجہ سے اس کا ہر قدم اس کے لیے باعث اجر وثواب ہوگا۔ ②

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ان کی چال اور اندازِ گفتگو کو بھی بیان فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴾ ③

''اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی (وقار اور عاجزی) سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے بات کریں تو وہ کہتے ہیں: سلام ہے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نگاہوں اور دلوں میں بسنے والے خیالات کو بھی یکجا ذکر فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴾ ④

''اللہ خیانت کرنے والی آنکھوں اور سینوں میں چھپے رازوں کو بھی جانتا ہے۔''

① الجواب الكافي، ص: 276-281۔ ② الجواب الكافي، ص: 282۔
③ الفرقان: 63۔ ④ المومن: 19۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمام گناہوں کے اصل محرکات تین ہیں:

① تکبر: جس کی وجہ سے ابلیس لعین بارگاہِ الٰہی سے دھتکار دیا گیا۔

② لالچ: جس نے آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلوایا۔

③ حسد: جس نے آدم علیہ السلام کے بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کو ایک دوسرے کے خلاف قتل پر آمادہ کیا۔

جو شخص ان تین چیزوں سے محفوظ رہا وہ تمام برائیوں سے محفوظ رہا، کیونکہ کفر تکبر کے سبب، گناہ لالچ کے سبب اور ظلم و زیادتی حسد کی وجہ سے کی جاتی ہے۔[1]

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ تمام کبیرہ و صغیرہ گناہوں کی اصل تین چیزیں ہیں:

1. غیر اللہ سے دل لگانا: یہ شرک ہے، چنانچہ جو شخص غیر اللہ سے تعلق جوڑ لیتا ہے وہ آخر کار شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے اور غیر اللہ کو پکارنے لگتا ہے۔
2. غضبی قوت کی پیروی: یہ ظلم ہے اور اس کا انجام قتل و خونریزی ہے۔
3. شہوانی قوت کی پیروی: یہ بے حیائی کا کام ہے اور اس کا انجام زنا و بدکاری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ تینوں اصول درج ذیل آیت میں بیان فرمائے ہیں:

﴿وَ الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا يَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا﴾[2]

[1] الفوائد لابن القیم: ص 105۔ [2] الفرقان: 69-68۔

''اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور وہ کسی نفس کو بھی جسے (مارنا) اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، ناحق قتل نہیں کرتے اور وہ زنا نہیں کرتے، اور جو کوئی یہ کام کرے گا وہ گناہ کی سزا پائے گا، یومِ قیامت اس کا عذاب دگنا کر دیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ ذلیل وخوار رہے گا۔''

یہ تینوں چیزیں ایک دوسرے کے ارتکاب پر آمادہ کرتی ہیں، چنانچہ شرک ظلم و بے حیائی کی دعوت دیتا ہے، جبکہ توحید موحد کو ظلم و بے حیائی سے محفوظ رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ﴾ ①

''اسی طرح تاکہ ہم اس سے برائی و بے حیائی دور کر دیں، بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے (مخلص) بندوں میں سے تھا۔''

﴿السُّوْٓءَ﴾ سے مراد عشق اور ﴿الْفَحْشَآءَ﴾ سے مراد زنا ہے۔

ظلم شرک و بے حیائی کی دعوت دیتا ہے، کیونکہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے اور توحید سب سے بڑا عدل و انصاف ہے۔ عدل توحید کا ساتھی اور ظلم شرک کا ساتھی ہے اور فحاشی بھی شرک و ظلم پر آمادہ کرتی ہے، چنانچہ یہ تینوں چیزیں ایک دوسرے پر ابھارتی ہیں۔ ②

کفر کے چار ارکان

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ کفر کے چار ارکان ہیں:

1. تکبر 2. حسد 3. غضب 4. شہوت

تکبر بندے کو اطاعت سے روکتا ہے، حسد نصیحت کرنے اور نصیحت کو قبول کرنے کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے، غضب بندے کو عدل و انصاف سے روکتا ہے اور شہوت عبادت سے روکتی ہے۔ اگر بندہ ان چاروں چیزوں کو قابو میں رکھے تو اس کے لیے اطاعت،

① یوسف: 24۔ ② الجواب الكافي، ص: 154۔

نصیحت، عدل اور عبادت کرنا آسان ہو جاتا ہے، لیکن ان چیزوں سے پیچھا چھڑانا پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹانے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ خاص طور پر اگر یہ چیزیں بندے میں راسخ اور پیوست ہو چکی ہوں اور اس کی فطرت اور لازمی وصف بن چکی ہوں، تب تو اس کے ساتھ کوئی عمل ہرگز کارگر ثابت نہیں ہوسکتا اور نہ اس کے نفس کا تزکیہ ہی ہوسکتا ہے۔ وہ جب بھی عمل کی کوشش کرے گا یہ چاروں چیزیں اس کے اس عمل کو برباد کر دیں گی اور اگر یہ چاروں چیزیں دل میں راسخ و پیوست ہوجائیں تو اسے باطل حق کی صورت میں اور حق باطل کی صورت میں، نیکی برائی کی صورت میں اور برائی نیکی کی صورت میں دکھائی دے گی، نیز دنیا اس سے قریب اور آخرت اس سے دور ہوجائے گی۔ [1]

[1] الفوائد لابن القیم: ص 218۔

گناہ؟

گناہوں کی درج ذیل چار قسمیں ہیں:

1 ملکی گناہ

ملکی گناہ یہ ہے کہ انسان ان اوصاف کو اپنانے کی کوشش کرے جو صرف اللہ رب العزت کی ملکیت ہیں اور انسان کے شایان شان نہیں، جیسے تکبر، گھمنڈ، غرور، فخر اور مخلوق کو اپنا غلام بنانے کی آرزو وغیرہ۔

2 شیطانی گناہ

وہ گناہ جن کے ارتکاب میں انسان شیطان کے مشابہ ہوتا ہے۔ شیطان کی مشابہت ان گناہوں میں ہوتی ہے: حسد، ظلم، خیانت، بغض و کینہ، دھوکا، مکر وفریب، اللہ کی نافرمانی کا حکم دینا اور اسے خوبصورت بنا کر پیش کرنا، اللہ کی اطاعت سے روکنا اور اسے معمولی اور کمتر سمجھنا، دین میں بدعات کو فروغ دینا وغیرہ۔ گناہوں کی یہ قسم فساد و خرابی میں پہلی قسم کے ہم پلہ ہے، اگرچہ اس کا نقصان پہلی قسم سے کم تر ہے۔

3 وحشیانہ گناہ

وہ گناہ جن کے ارتکاب میں انسان وحشی درندوں کے مشابہ ہوتا ہے، جیسے ظلم و سرکشی، غضب، خونریزی، کمزوروں اور عاجزوں پر قبضہ جمانا۔

گناہوں کی اس قسم میں نوع انسانی کی اذیت کی مختلف صورتیں اور ظلم و جور کے

مختلف انداز ہیں جن کی کوئی متعین تعداد نہیں، بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ نت نئے وحشیانہ طریقے جنم لیتے رہتے ہیں۔

4 حیوانی گناہ

وہ گناہ جن کے ارتکاب میں انسان حیوانوں کے مشابہ ہوتا ہے، جیسے: لالچ، پیٹ اور شرم گاہ کی چاہتوں کی تکمیل کی ہوس۔ اسی ہوس کے نتیجے میں زنا، چوری، یتیموں کا مال کھانا، بخل، بزدلی، خوف اور گھبراہٹ جیسے جرائم پیدا ہوتے ہیں۔ مخلوق کی اکثریت گناہوں کی اسی قسم میں ملوث ہے اور اسی کے ذریعے سے لوگ بقیہ قسموں میں داخل ہوتے ہیں، گویا یہ قسم لوگوں کی لگام پکڑ کر دوسرے گناہوں تک لے جاتی ہے۔

گناہوں کی انواع

کبیرہ اور صغیرہ گناہ

گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں: کبیرہ، یعنی بڑے گناہ اور صغیرہ، یعنی چھوٹے گناہ۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قرآن وسنت، اجماع صحابہ اور ان کے بعد کے ائمہ کا اجماع اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں: کبیرہ اور صغیرہ۔ [1]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِن تَجْتَنِبُوا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ﴾ [2]

”اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچو گے جن سے تمھیں روکا جاتا ہے، تو ہم تمھاری (چھوٹی چھوٹی) برائیاں تم سے دور کر دیں گے اور تمھیں عزت کی جگہ میں داخل کریں گے۔“

نیز ارشاد فرمایا:

﴿ ٱلَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَٰٓئِرَ ٱلْإِثْمِ وَٱلْفَوَٰحِشَ إِلَّا ٱللَّمَمَ ﴾ [3]

”وہ لوگ جو بڑے گناہوں سے بچتے ہیں اور بے حیائی سے بھی، سوائے چھوٹے گناہ کے۔“

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَاللّٰهِ؟ قَالَ: «أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ» قُلْتُ:

[1] الجواب الكافی: ص 223۔ [2] النساء: 31۔ [3] النجم: 32۔

إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ» قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ» ①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تم اللہ کا کوئی شریک بناؤ، حالانکہ اسی نے تمھیں پیدا کیا ہے۔'' میں نے کہا: واقعی یہ تو بہت بڑا گناہ ہے۔ میں نے عرض کیا: پھر کون سا گناہ؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کر دو کہ وہ تمھارے ساتھ کھائے گی۔'' میں نے عرض کیا: پھر کون سا گناہ؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تم اپنی پڑوسن سے زنا کرو۔''

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: «أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟» ثَلَاثًا، قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: «اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ» وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ- «أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ» قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ ②

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟'' آپ نے تین مرتبہ یہ بات بیان فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، اے اللہ کے

① صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن، باب قوله تعالى: ﴿فلا تجعلوا لله اندادا﴾ ح: 4477 صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان كون الشرك أعظم الذنوب وبيان أعظمها بعده، ح: 86۔ ② صحيح البخاري، كتاب الشهادات، باب ما قيل في شهادة الزور، ح:2654 صحيح مسلم، كتاب الايمان ، باب الكبائر وأكبرها، ح: 87۔

رسول! آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے، پھر اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''خبردار! اور جھوٹی بات۔'' آپ اسے مسلسل دہراتے رہے، یہاں تک کہ ہم نے کہا: کاش! آپ خاموش ہو جائیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ)) وَ فِي رِوَايَةٍ: ((مَا لَمْ تَغْشِ الْكَبَائِرِ)) ①

''پانچ نمازیں، ایک جمعے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک کے درمیانی وقفے میں سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہے، بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: ((اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ)) ②

''سات مہلک چیزوں سے بچو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو، اللہ کی

① صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة و رمضان...... ح: 2332۔ ② صحيح البخاري، كتاب الوصايا، باب قول الله تعالى: ﴿إن الذين يأكلون أموال اليتامى ظلما﴾ ح: 2766وصحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان الكبائر وأكبرها، ح:89۔

حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے روز پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور پاکباز مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔"

کبیرہ گناہ کی تعریف

کبیرہ گناہ کی تعریف اور اس کی تعداد میں اختلاف ہے، چنانچہ ایک قول تو یہ ہے کہ یہ صرف چار ہیں۔ سات، نو، گیارہ اور ستر کے بھی مختلف اقوال ہیں۔

ایک شخص نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟ کیا یہ سات ہیں؟ انھوں نے فرمایا: سات کے بجائے ستر ہونا زیادہ قریب ہے، مگر استغفار کے ساتھ کوئی گناہ کبیرہ نہیں رہتا اور اصرار کے ساتھ کوئی گناہ صغیرہ نہیں رہتا۔ ①

صحیح اور درست بات یہ ہے کہ کبیرہ گناہوں کی کوئی متعین تعداد نہیں ہے، البتہ جس گناہ پر دنیا میں کوئی شرعی حد متعین ہوتی ہو یا جس پر جہنم، لعنت، اللہ کے غضب، سزا یا نفی ایمان کی وعید سنائی گئی ہو وہ گناہ کبیرہ ہے اور جس گناہ پر دنیا میں کوئی حد مرتب نہ ہو اور نہ اس پر آخرت میں کوئی وعید ہو تو وہ گناہ صغیرہ ہے۔ ②

صغیرہ گناہ کب کبیرہ بن جاتے ہیں؟

کبھی کبھار درج ذیل اسباب کی بنا پر صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بن جاتے ہیں۔

1 صغیرہ گناہوں پر ڈھٹائی اور اصرار کرنا

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"لَا كَبِيْرَةَ مَعَ الْاسْتِغْفَارِ وَلَا صَغِيْرَةَ مَعَ الْإِصْرَارِ"

"استغفار کے ساتھ کوئی گناہ کبیرہ نہیں ہوتا اور اصرار کے ساتھ کوئی گناہ صغیرہ نہیں رہتا۔"

① تفسير الطبرى: 8/245، فتح البارى: 12/183۔ ② شرح صحيح مسلم للنووى 2/444، شرح العقيدة الطحاوية لابن أبى العز، ص: 418۔

2 گناہ کو معمولی اور حقیر سمجھنا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

«يَا عَائِشَةُ إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الْأَعْمَالِ، فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللَّهِ طَالِبًا» ①

''اے عائشہ! معمولی سمجھے جانے والے گناہوں سے بچو، کیونکہ اللہ کی جانب سے ان کا بھی مواخذہ ہوگا۔''

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ فَإِنَّمَا مَثَلُ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ كَقَوْمٍ نَزَلُوا فِي بَطْنِ وَادٍ، فَجَاءَ ذَا بِعُودٍ، وَجَاءَ ذَا بِعُودٍ حَتَّى أَنْضَجُوا خُبْزَتَهُمْ، وَإِنَّ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ مَتَى يُؤْخَذْ بِهَا صَاحِبُهَا تُهْلِكْهُ» ②

''معمولی سمجھے جانے والے گناہوں سے (بھی) بچو، ان لوگوں کی طرح جو ایک وادی میں اترے، ایک لکڑی یہ لے کر آیا اور ایک لکڑی وہ لے آیا، یہاں تک کہ انھوں نے اپنی روٹی پکالی۔ بلاشبہ جب چھوٹے گناہوں پر اس کے مرتکب سے مواخذہ ہوگا تو وہ اسے ہلاک کردیں گے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ فَقَالَ بِهِ هَكَذَا، قَالَ أَبُو شِهَابٍ: بِيَدِهِ فَوْقَ أَنْفِهِ ③

① سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر الذنوب، ح:4243، مسند أحمد:216/2، السلسلة الصحيحة: 513و2731۔ ② مسند أحمد: 331/5، السلسلة الصحيحة:129/1 ح:389۔ ③ صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب التوبة، ح: 6308۔

''مومن اپنے گناہوں کو اس طرح محسوس کرتا ہے گویا وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو اور اسے خوف ہو کہ کہیں وہ اس پر گر نہ پڑے اور فاسق و فاجر شخص اپنے گناہوں کو اس طرح محسوس کرتا ہے کہ وہ ایک مکھی ہو جو اس کی ناک پر سے گزرے تو وہ اسے اس طرح کر دے، ابوشہاب نے اپنی ناک کے اوپر ہاتھ ہلا کر بتایا۔''

3 صغیرہ گناہوں پر راضی ہونا اور ان پر فخر کرنا

جب کوئی انسان گناہ کرنے کے بعد شرمندہ ہونے کی بجائے اس پر خوش ہو اور فخر کے ساتھ لوگوں کو بتاتا پھرے تو وہ گناہ بھی صغیرہ ہونے کے باوجود کبیرہ بن جاتا ہے۔

جیسے کوئی شخص یوں کہے: دیکھا میں نے کس طرح فلاں شخص کی عزت و آبرو تار تار کر دی! فلاں کی برائیاں ذکر کر کے اسے شرمندہ کر دیا، یا اسے دھوکا دے دیا یا دھوکے سے اس کا مال لے لیا۔

4 اہل علم کا گناہ کرنا

اگر عالم کوئی صغیرہ گناہ کرے، پھر لوگوں کو اس کا علم ہو جائے تو وہ بھی اس کی پیروی میں ویسا ہی کرنے لگیں گے، اس لیے عالم کا معمولی گناہ بھی نتیجے کے اعتبار سے کبیرہ بن جاتا ہے۔

5 گناہ کی تشہیر کرنا

صغیرہ گناہ کرنے کے بعد اس کا اعلان اور اس کی تشہیر کرنا بھی اسے کبیرہ بنا دیتا ہے، کیونکہ گناہوں کی تشہیر کرنے والے کی معافی نہیں ہے۔[1]

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے دور رہے تاکہ دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو۔

[1] مختصر منهاج القاصدين لابن الجوزي، ص:258۔

فرد اور معاشرے پر گناہوں کے اثرات

اس بحث کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1. انسان کی ذات پر گناہوں کی اثرات
2. معاشرے پر گناہوں کے اثرات

انسان کی ذات پر گناہوں کے اثرات

انسان کی ذات پر گناہ کے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں، آسانی کی خاطر انھیں چھے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1. دل پر گناہوں کے اثرات
2. دین پر گناہوں کے اثرات
3. جسم پر گناہوں کے اثرات
4. روزی پر گناہوں کے اثرات
5. فرد پر گناہوں کے عام اثرات
6. اعمال پر گناہوں کے اثرات

دل پر گناہوں کی اثرات

دل پر گناہ درج ذیل طریقوں سے اثر انداز ہوتے ہیں:

1 گناہ دل کے لیے زہر قاتل

دل کے لیے گناہ اسی طرح نقصان دہ اور ضرر رساں ہے جس طرح جسم کے لیے زہر نقصان دہ ہوتا ہے، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا و آخرت میں جو بھی برائی یا بیماری ہے اس کا سبب گناہ و معاصی ہی ہیں۔ ①

2 علم سے محرومی

علم ایک ایسی روشنی ہے جس سے اللہ تعالیٰ دل کی دنیا آباد کرتا ہے، جبکہ گناہ اس روشنی کو گل کر دیتا ہے، دل کی بصیرت اندھی کر دیتا ہے، علم کی راہیں بند کر دیتا ہے اور ہدایت کا سرچشمہ ڈھانپ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ﴾ ②

''در حقیقت آنکھیں بے نور نہیں ہوتیں، بلکہ سینوں میں (موجود) دل بے نور ہو جاتے ہیں۔''

جب امام شافعی رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور ان کے سامنے حدیث کی قراءت کی تو انھیں امام شافعی کی بے پناہ ذہانت، فطانت اور کمال فہم و فراست کو دیکھ کر بڑا تعجب ہوا۔ انھوں نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے دل میں نور عطا کیا ہے، گناہ و معصیت کی تاریکی سے اسے گل نہ کر دینا۔

① الجواب الكافي :ص 84۔ ② الحج: 46.

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

شَكَوْتُ إِلَى وَكِيعٍ سُوءَ حِفْظِي
فَأَرْشَدَنِي إِلَى تَرْكِ الْمَعَاصِي
وَأَخْبَرَنِي بِأَنَّ الْعِلْمَ نُورٌ
وَنُورُ اللَّهِ لَا يُهْدَى لِعَاصِي

''میں نے وکیع رحمہ اللہ سے اپنے حافظے کی خرابی کی شکایت کی تو انھوں نے مجھے گناہوں کے ترک کرنے کی نصیحت فرمائی اور مجھے بتایا کہ علم ایک نور ہے اور اللہ کا نور کسی گناہ گار کو نہیں دیا جاتا۔''[1]

3 دل میں وحشت

گناہوں سے بندے کے دل میں طرح طرح کی وحشت جنم لیتی ہے، جیسے گناہ گار اور اللہ کے درمیان وحشت، گناہ گار اور اس کے نفس کے درمیان وحشت، گناہ گار اور مخلوق کے درمیان وحشت۔ جس قدر گناہ زیادہ ہوں گے وحشت بھی شدید تر ہوگی۔ گناہوں کی بدولت گناہ گار کے دل اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک خطرناک نامانوسیت پیدا ہوجاتی ہے اور یہ نامانوسیت اس قدر خطرناک ہوتی ہے کہ دنیا ومافیہا کی ساری لذتیں بھی اگر اسے میسر آجائیں تو وہ بے کیف ہی رہتا ہے، کوئی لذت اور سرور اسے خوش نہیں کرسکتا، لیکن یہ حقیقت اللہ کا وہی بندہ سمجھ سکتا ہے جس کا دل زندہ اور بیدار ہو، لہٰذا اگر اس وحشت سے بچنے کے لیے گناہوں کا ترک کرنا ہی مفید ہے تو کسی عقلمند کے لیے یہی ایک سبب کافی ہے جس کی وجہ سے وہ گناہوں کو چھوڑ سکتا ہے۔

دوسری وہ وحشت ہے جو گناہ گار کو دوسرے لوگوں سے ہوجاتی ہے، اس کے نتیجے میں گناہ گار لوگوں سے دور ہونے کی کوشش کرتا ہے، خاص طور پر نیک لوگوں کا سامنا کرنا اور ان سے نظریں ملانا اس کے لیے مشکل ہوجاتا ہے، لہٰذا وہ نیک لوگوں اور ان کی ہم نشینی

[1] الجواب الكافي، ص: 104۔

سے دور اور ان سے استفادہ سے محروم ہوتا جاتا ہے، اور جس قدر وہ اللہ والوں سے دور ہوتا ہے اسی قدر شیطان کے چیلوں سے قریب ہوتا ہے۔ وہ جیسے جیسے گناہ کرتا جاتا ہے ویسے ویسے اس وحشت میں قوت اور استحکام پیدا ہوتا جاتا ہے اور نتیجتاً اسے اپنے بیوی بچوں اور رشتے داروں بلکہ اپنی ذات تک سے وحشت ونفرت ہونے لگتی ہے۔

سلف میں سے کسی کا قول ہے: جب میں اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں تو اس کا اثر اپنی سواری اور اپنی بیوی کے برتاؤ میں محسوس کرتا ہوں۔ ①

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب میں گناہ کرتا ہوں تو اس کی وحشت و نحوست اپنے گدھے اور خادم کے رویے میں محسوس کرتا ہوں۔ ②

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اطاعت الٰہی سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور یہ قرب جتنا پائیدار ہوگا محبت الٰہی اتنی ہی گہری ہوگی، اس کے برعکس گناہ اللہ تعالیٰ سے دوری کا ذریعہ بنتے ہیں اور یہ دوری جتنی زیادہ ہوگی وحشت اتنی ہی پائیدار ہوگی۔ اس وحشت کا سبب گناہوں کی وجہ سے بندے اور اس کے رب کے درمیان حائل ہوجانے والا حجاب (پردہ) ہے، یہ حجاب جتنا دبیز ہوگا وحشت اتنی زیادہ ہوگی۔ غفلت سے بھی وحشت پیدا ہوتی ہے لیکن گناہوں کی بدولت پیدا ہونے والی وحشت اس سے کہیں زیادہ سخت ہوتی ہے اور اس سے بھی زیادہ سخت شرک وکفر کی وحشت ہے۔ گناہ گار جس قدر ان میں ملوث ہوگا اسی قدر اس پر وحشت ونحوست بڑھتی جائے گی حتی کہ اس کے چہرے اور دل پر بھی وحشت چھا جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خود اپنی ذات سے بھی وحشت محسوس کرتا ہے اور لوگ بھی اس سے وحشت محسوس کرتے ہیں۔ ③

4 دل میں تاریکی

گناہ گار اپنے دل میں اسی طرح واضح تاریکی محسوس کرتا ہے جس طرح تاریک رات کی تاریکی اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے، چنانچہ اس کے دل کے لیے معصیت کی

① الجواب الكافي، ص: 144۔ ② حلية الاولياء، 109/8۔ ③ الجواب الكافي، ص: 144۔

تاریکی اس کی بصارت کی حسی تاریکی کی مانند ہو جاتی ہے، کیونکہ اطاعت ایک نور ہے اور معصیت تاریکی ہے۔ جس قدر یہ تاریکی بڑھتی جاتی ہے اس کی حیرانی اور پریشانی بھی بڑھتی جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ بے شعوری میں بدعات، گمراہیوں اور ہلاکت انگیز امور میں مبتلا ہو جاتا ہے پھر یہ تاریکی آہستہ آہستہ اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ اس کی آنکھوں سے ظاہر ہونے لگتی ہے، پھر اور قوی ہوتی ہے تو چہرے پر چھا جاتی ہے، الغرض اس کی ذات میں ایسی تاریکی پیدا ہو جاتی ہے کہ ہر شخص اسے دیکھتا اور محسوس کرتا ہے۔[1]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نیکی کی بدولت چہرے پر روشنی، دل میں نور، روزی میں وسعت، جسم میں قوت اور مخلوق کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے اور گناہ چہرے پر سیاہی، دل میں تاریکی، جسم میں کمزوری، روزی میں کمی اور مخلوق کے دلوں میں بغض ونفرت کا سبب ہوتے ہیں۔[2]

5 گناہ دل کو بزدل اور کمزور کر دیتا ہے

گناہ دل کو مسلسل کمزور کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ مکمل طور پر اس کی زندگی ختم کر دیتے ہیں۔

گناہ دل کو کئی طریقوں سے کمزور کرتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(الف) گناہ بندے کے دل میں اللہ کی عظمت ووقار کو کمزور کر دیتے ہیں۔ اللہ کی عظمت ایسی چیز ہے کہ اگر کسی بندے کے دل میں اللہ کی عظمت بیٹھ جائے تو وہ اللہ کی نافرمانی کی جرأت ہی نہیں کر سکتا، کیونکہ بندے کے دل میں اللہ کی جلال وعظمت کا وجود محرمات کی تعظیم کا متقاضی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾[3]

"یہ ہے اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کے رب کے ہاں اس کے لیے بہت بہتر ہے۔"

[1] الجواب الكافي، ص: 105۔ [2] الجواب الكافي، ص: 106۔ [3] الحج:30۔

بندے کے دل میں اللہ کے حرمات کی تعظیم بندے اور اس کے گناہوں کے درمیان حائل ہوجاتی ہے۔ ①

(ب) گناہ بندے کے دل میں خیر کے ارادے کو کمزور اور گناہ کے ارادے کو مضبوط بنا دیتا ہے، چنانچہ اس کے دل میں توبہ کا ارادہ رفتہ رفتہ کمزور ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ مکمل طور پر ختم ہوجاتا ہے۔ اگر وہ آدھا مر بھی جائے تو بھی توبہ نہیں کرتا بلکہ صرف زبان سے جھوٹی توبہ و استغفار کرتا ہے جبکہ اس کا دل گناہوں سے وابستہ، اس پر آمادہ اور حسب امکان اسے سرانجام دینے کا عزم کیے ہوتا ہے۔ یہ سب سے عظیم اور ہلاکت سے قریب ترین مرض ہے۔ ②

(ج) گناہ اللہ کی اور دار آخرت کی طرف دل کے سفر کو کمزور کردیتے ہیں یا اس کی راہ میں آڑ بنتے ہیں یا اسے روکتے اور اس کا راستہ کاٹ دیتے ہیں، چنانچہ گناہ یا تو دل کو مردہ کردیتا ہے یا اسے خوفناک مرض میں مبتلا کردیتا ہے یا اس کی قوت کو کمزور کردیتا ہے، یہاں تک کہ اس کی کمزوری ان آٹھ امور تک جا پہنچتی ہے جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے، آپ کا ارشاد ہے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ» ③

"اے اللہ! میں رنج وغم، عاجزی وسستی، کنجوسی و بزدلی، قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

مطلب یہ ہے کہ گناہ ان مذکورہ آٹھ امور میں ملوث ہونے، نیز مصیبت کی سختی، بد

① الجواب الكافي، ص: 134۔ ② حوالہ سابقہ۔

③ صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب التعوذ من غلبة الرجال، ح: 6363، صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب التعوذ من العجز والكسل، ح: 2706۔

بختی کا شکار ہونے، برے فیصلے اور دشمنوں کی خوشی [1] اسی طرح اللہ کی نعمت کے زائل ہونے، اس کی عافیت کے پلٹ جانے، اس کے عذاب کے اچانک آجانے اور اس کی ناراضی سے دوچار ہونے [2] کا باعث بنتے ہیں۔

6 بندے اور رب تعالیٰ کے درمیان حجاب

گناہ دنیا میں اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان حجاب بن جاتے ہیں اور قیامت کے دن یہ حجابِ اکبر ثابت ہوں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَلَّا ۖ بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ﴾ [3]

”ہرگز نہیں! بلکہ ان کے دلوں پر ان کے (برے) اعمال نے زنگ لگا دیا ہے۔ ہرگز نہیں! بے شک اس روز وہ اپنے رب (کے دیدار) سے پردے میں رکھے جائیں گے۔“

چنانچہ گناہ بندوں اور ان کے دلوں کے درمیان پردے ڈال دیتے ہیں اور ان کے دلوں اور رب العالمین کے درمیان بھی پُرخطر حجاب بن جاتے ہیں۔ [4]

7 گناہوں سے محبت

مسلسل گناہ کرنے سے انسان کے دل میں گناہوں سے الفت و انسیت پیدا ہوجاتی ہے اور فطری طور پر گناہ سے جو نفرت ہوتی ہے، وہ اس کے دل سے جاتی رہتی ہے اور وہ گناہوں کو اتنا معمولی سمجھنے لگتا ہے کہ لوگوں کے سامنے بے باک اور برملا گناہ کرنے سے بھی نہیں شرماتا اور اسے اس بات کا بھی ڈر نہیں رہتا کہ لوگ اس کے بارے میں کیا سوچیں گے اور کہیں گے۔ یہ ڈھٹائی اور بے شرمی کی انتہا ہے۔ گناہوں کا عادی صرف اسی

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب التعوذ من جهد البلاء، ح:6347، صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب في التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء، ح: 2707۔ [2] صحيح مسلم، كتاب الرقاق، باب أكثر أهل الجنة الفقراء ح:2739۔ [3] المطففين: 15-14۔ [4] الجواب الكافي، ص: 215۔

پر بس نہیں کرتا بلکہ وہ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھتا ہے اور اس کے گناہ اسے قابل فخر نظر آنے لگتے ہیں اور وہ خوشی سے لوگوں کے سامنے ان کا تذکرہ کرنے لگتا ہے اور لوگوں کو اپنا کالا کردار اس طرح بیان کرتا ہے جس طرح اس نے کوئی معرکہ مار لیا ہو۔ اس قسم کے لوگوں کی معافی نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کے لیے توبہ واستغفار کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں اور عموماً ایسے لوگوں کے لیے توبہ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور ان کے پلٹنے کی امید کم ہی ہوتی ہے، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

«كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَيَقُولَ: يَا فُلَانُ، عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ، وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عَنْهُ» [1]

''میری امت کے سارے لوگ قابلِ معافی ہیں، سوائے ان کے جو گناہوں کے ارتکاب کے بعد ان کا اعلان کرتے ہیں اور گناہوں کا اعلان یہ ہے کہ آدمی رات میں کوئی برا عمل کرے، پھر صبح اٹھ کر، جبکہ اللہ نے اس کی پردہ پوشی کر دی تھی، کہتا پھرے: اے فلاں! میں نے کل رات ایسا ایسا کیا، جبکہ وہ اس حالت میں سویا تھا کہ اللہ نے اس کی پردہ پوشی کی تھی اور صبح اٹھ کر اس نے اپنی ذات سے اللہ کا پردہ فاش کر دیا۔''

8 گناہ کو معمولی اور حقیر سمجھنا

بندہ مسلسل گناہ کرنے لگ جائے تو اس کے دل ونگاہ میں وہ گناہ کمتر اور حقیر ہو جاتا ہے اور اسے بڑے سے بڑا گناہ بھی چھوٹا دکھائی دیتا ہے۔ درحقیقت یہی ہلاکت و

[1] صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ستر المؤمن علی نفسه، ح: 6069؛ صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب النهی عن هتك الانسان ستر نفسه، ح:2990۔

بربادی کی علامت ہے، کیونکہ گناہ بندے کی نگاہ میں خواہ کتنا ہی حقیر اور معمولی ہو، اللہ کے نزدیک تو وہ بڑا ہی بن جاتا ہے، اسی لیے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ"[1]

"مومن اپنے گناہوں کو اس طرح محسوس کرتا ہے گویا وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو اور اسے ڈر ہو کہ کہیں وہ اس پر گر نہ پڑے، اور فاسق و فاجر اپنے گناہوں کو ایسے سمجھتا ہے گویا ایک مکھی ہو جو اس کی ناک پر سے گزرے تو وہ اسے اڑا دے۔"

مومن کے دل میں چونکہ نور ہوتا ہے اس لیے وہ معافی پر اعتماد کر کے نہیں بیٹھتا بلکہ چھوٹے گناہوں کو بھی پہاڑ سمجھ کر اس کی ہلاکت انگیزی سے ڈرتا ہے، اور فاجر شخص کو چونکہ اللہ کی بابت بہت معمولی معرفت ہوتی ہے، لہٰذا وہ اللہ سے بہت کم ڈرتا ہے اور گناہ کو معمولی اور حقیر سمجھ کر ڈھٹائی سے کیے جاتا ہے۔

9 ذلت و رسوائی کا سبب

دنیا کی تمام عزتیں اللہ کی اطاعت میں اور ہر طرح کی ذلت و رسوائی اللہ کی نافرمانی میں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا﴾[2]

"جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ساری عزت ہے۔"

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾[3]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب التوبة، ح: 6308۔

[2] فاطر: 10۔ [3] المنافقون: 8۔

"عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے، اس کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے لیکن یہ منافقین نہیں جانتے۔"

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«بُعِثْتُ بِالسَّيْفِ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ حَتَّى يُعْبَدَ اللَّهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَجُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي، وَجُعِلَ الذِّلَّةُ، وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ» ①

"قیامت سے پہلے مجھے تلوار کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے، یہاں تک کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا اور کسی کی عبادت نہ ہو، میری روزی میرے نیزے کے سائے میں رکھی گئی ہے، ذلت و رسوائی اس شخص کا مقدر بنا دی گئی جس نے میرے حکم کی مخالفت کی اور جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انھی میں شمار ہوگا۔"

لہٰذا جسے عزت کی خواہش ہو وہ اسے اللہ کی اطاعت میں تلاش کرے کیونکہ عزت اللہ کی اطاعت ہی میں مل سکتی ہے۔ سلف میں سے کسی کی یہ دعا منقول ہے: اے اللہ! مجھے اپنی اطاعت سے عزت عطا فرما اور اپنی نافرمانی سے مجھے ذلیل و رسوا نہ کر۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوگ اگرچہ عمدہ خچروں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر شان و شوکت سے چلیں، لیکن گناہوں کی وجہ سے جو رسوائی ان کا مقدر بن چکی ہے وہ کبھی ان سے جدا نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے نافرمان کو ذلیل و رسوا کر کے ہی رہے گا۔ ②

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ الذُّنُوبَ تُمِيتُ الْقُلُوبَ ۔ وَقَدْ يُورِثُ الذُّلَّ إِدْمَانُهَا
وَتَرْكُ الذُّنُوبِ حَيَاةُ الْقُلُوبِ ۔ وَخَيْرٌ لِنَفْسِكَ عِصْيَانُهَا
وَهَلْ أَفْسَدَ الدِّينَ إِلَّا الْمُلُوكُ ۔ وَأَحْبَارُ سُوءٍ وَرُهْبَانُهَا ③

① مسند أحمد: 50/2، صححه الالبانی فی ارواء الغلیل: 109/5۔

② الجواب الكافي، ص: 133۔ ③ الجواب الكافي، ص: 114۔

"میں نے دیکھا ہے کہ گناہ دلوں کو مردہ کر دیتے ہیں اور یقیناً گناہ پر
گناہ کرنا ذلت و رسوائی کا سبب ہے اور گناہوں کو چھوڑ دینا دلوں کی
زندگی ہے اور تمھارے لیے گناہوں کا ترک کر دینا ہی بہتر ہے اور دین
کو بادشاہ علمائے سوء اور تارکِ دنیا (راہب) ہی خراب کرتے ہیں۔"

10 گناہوں سے عقل پر پردہ

گناہ عقل کو خراب کر دیتے ہیں اور اس پر اثر انداز ہوتے ہیں، کیونکہ عقل ایک نور ہے اور گناہ اس نور کو بجھا دیتے ہیں اور اس نور کے بجھ جانے سے عقل کمزور اور ناقص ہوجاتی ہے۔ کوئی شخص گناہ کرتا ہی اس وقت ہے جب اس میں عقل کا فقدان ہو۔ قرآن مجید اسے گناہوں سے بچنے کا وعظ کرتا ہے، اس کا ایمان اسے گناہ سے روکتا ہے، موت اور جہنم اسے گناہوں سے منع کرتے ہیں۔ گناہوں کی وجہ سے دنیا و آخرت کی جس خیر و بھلائی سے وہ محروم ہو رہا ہے، وہ گناہ کی عارضی لذت و سرور سے کئی گنا بہتر اور قیمتی ہے تو کیا کوئی عقل سلیم اور بصیرت رکھنے والا شخص ان تمام خرابیوں کے باوجود گناہوں کو معمولی اور آسان سمجھ سکتا ہے؟

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ معصیت اگر عقل کو خراب نہیں کرتی تو اس کے کمال میں نقص ضرور پیدا کرتی ہے، چنانچہ ایسے دو عقلمندوں میں جن میں سے ایک اللہ کا فرمانبردار اور دوسرا اللہ کا نافرمان ہو، واضح فرق دیکھا جا سکتا ہے، ان میں سے فرمانبردار کی عقل نافرمان کی عقل سے کامل، اس کی فکر اور سوچ نافرمان سے کہیں درست اور اس کی رائے نافرمان کی نسبت حق کے زیادہ قریب ہوگی۔ [1]

11 دل پر مہر لگ جانا

گناہ دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں اور گناہ گار غافلوں میں سے ہوجاتا ہے، کیونکہ دل

[1] الجواب الكافي، ص: 114۔

گناہ سے زنگ آلود ہوجاتا ہے، اور جب گناہوں کی کثرت ہوئے تو زنگ غالب ہوجاتا ہے یہاں تک کہ وہ مکمل طور پر زنگ سے گدلا ہوجاتا ہے، پھر جب گناہ اور بڑھ جاتے ہیں تو اس پر تالا لگ جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں مکمل طور پر پردے اور ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾①

''ہرگز نہیں، بلکہ ان کی بدعملی کے سبب ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے۔''

12 غیرت سے محرومی

گناہ دل کی غیرت کو مٹا دیتے ہیں۔ لوگوں میں سے زیادہ معزز اور بلند ہمت وہ شخص ہے جو اپنی ذات، اپنے خواص اور عام لوگوں پر سب سے زیادہ غیرت مند ہو، اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ اپنی امت پر پوری مخلوق میں سب سے زیادہ غیرت مند تھے اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ غیرت مند ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ؟ وَاللَّهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللَّهُ أَغْيَرُ مِنِّي، وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللَّهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللَّهِ، وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ بَعَثَ الْمُبَشِّرِينَ وَالْمُنْذِرِينَ، وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللَّهِ، وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ وَعَدَ اللَّهُ الْجَنَّةَ)) ②

''کیا تم سعد کی غیرت پر تعجب کرتے ہو؟ اللہ کی قسم! میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے، اللہ نے غیرت ہی کی وجہ سے تمام ظاہری و باطنی فواحش کو حرام قرار دیا ہے۔ کوئی شخص اللہ سے زیادہ غیرت مند نہیں اور کوئی شخص اللہ سے بڑھ کر معذرت کو پسند کرنے والا

① المطففين: 14۔ ② صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب قول النبي ﷺ ((لا شخص أغير من الله)) ح: 7416؛ صحيح مسلم، كتاب اللعان، ح: 1499۔

نہیں، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بشارت دینے اور ڈرانے والے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا اور کوئی شخص اللہ سے بڑھ کر تعریف کو پسند کرنے والا نہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، مَا أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللَّهِ أَنْ يَرَى عَبْدَهُ أَوْ أَمَتَهُ تَزْنِي، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا » [1]

''اے اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے بڑھ کر غیرت مند کوئی نہیں ہے کہ وہ اپنے بندے یا بندی کو زنا کرتے ہوئے دیکھے۔ اے اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جو میں جانتا ہوں اگر تم بھی جان لیتے تو بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ اللَّهَ يَغَارُ وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ يَغَارُ، وَغَيْرَةُ اللَّهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ » [2]

''بے شک اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے اور مومن بھی غیرت کرتا ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن ایسی چیز کا ارتکاب کرے جسے اللہ نے اس پر حرام قرار دیا ہے۔''

سیدنا جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ مِنَ الْغَيْرَةِ: مَا يُحِبُّ اللَّهُ وَمِنْهَا مَا يَبْغَضُ اللَّهُ، وَمِنَ الْخُيَلَاءِ: مَا يُحِبُّ اللَّهُ، وَمِنْهَا مَا يَبْغُضُ اللَّهُ، فَأَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يُحِبُّ اللَّهُ : فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ، وَأَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي

[1] صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب الغيرة، ح:5221۔

[2] صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب الغيرة، ح:5223، صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب غيرة الله تعالى وتحريم الفواحش، ح:2761۔

يَبْغُضُ اللَّهُ: فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ، وَالِاخْتِيَالُ الَّذِي يُحِبُّ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: اِخْتِيَالُ الرَّجُلِ بِنَفْسِهِ عِنْدَ الْقِتَالِ وَعِنْدَ الصَّدَقَةِ، وَالِاخْتِيَالُ الَّذِي يَبْغُضُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: اَلْخُيَلَاءُ فِي الْبَاطِلِ» ①

''غیرت کی بعض صورتیں اللہ کو پسند ہیں اور بعض ناپسند ہیں، اور تکبر کی بعض صورتیں اللہ کو پسند ہیں اور بعض ناپسند ہیں، چنانچہ جو غیرت اللہ کو محبوب ہے وہ شک وشبہ کے موقع پر کی جانے والی غیرت ہے اور جو غیرت اللہ کو ناپسند ہے وہ بغیر کسی شک وشبہ کے کی جانے والی غیرت ہے اور جو تکبر اللہ کو محبوب ہے وہ جہاد اور صدقہ کے وقت آدمی کا اپنی ذات پر تکبر کرنا ہے اور جو تکبر اللہ کو ناپسند ہے وہ باطل میں تکبر کرنا ہے۔''

شک وشبہ کے موقع پر غیرت کا مطلب تہمت وتردد کی جگہوں میں غیرت کرنا ہے جس کا فائدہ خوف وتنبیہ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، اور اگر بغیر کسی شک وشبہ کے غیرت کا مظاہرہ کیا جائے تو وہ نفرت اور فتنے کا سبب بنتی ہے۔ صدقے میں تکبر یہ ہے کہ آدمی سخی اور فیاض ہو، خوشی خوشی شرح صدر کے ساتھ مال خرچ کرے، زیادہ کو بہت زیادہ نہ سمجھے، جو کچھ بھی خرچ کرے اسے کم ہی سمجھے اور جنگ میں تکبر یہ ہے کہ وہ جوش و جذبے، طاقت اور پامردی کے ساتھ بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لے۔ ②

خلاصہ یہ ہے کہ انسان میں جس قدر گناہوں کی کثرت ہوتی جائے گی اسی قدر اس کے دل سے غیرت وحمیت کم ہوتی جائے گی پھر اسے اپنے حق میں غیرت آئے گی نہ اپنے اہل وعیال کے حق میں اور نہ عام لوگوں کے حق میں۔ اس کے دل سے غیرت بالکل ختم ہوجائے گی، یہاں تک کہ وہ کسی برائی کو برائی نہیں سمجھے گا، نہ اپنی ذات کے تعلق سے اور نہ اپنے علاوہ کسی اور کے تعلق سے۔ جب انسان اس حد تک پہنچ جائے تو سمجھ لیجیے کہ وہ

① سنن النسائي، كتاب الزكاة، باب الاختيال في الصدقة، ح: 2558۔

② حاشية السندي على سنن النسائي: 5/79۔

ہلاکت وتباہی کے دروازے میں داخل ہوگیا ہے۔ اسی لیے دیوث کو مخلوق کا سب سے بد ترین شخص قرار دیا گیا اور اس پر جنت حرام ہے، کیونکہ اس کے پاس غیرت نام کی چیز ہی نہیں ہوتی، جس بنا پر وہ اہل وعیال میں برائی پر راضی ہوجاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیرت دین کی بنیاد ہے، جس کے اندر غیرت نہیں اس کے اندر دین نہیں۔ غیرت دل میں حرارت پیدا کرتی ہے اور دل کے گرم ہونے سے جسم کے تمام اعضاء میں گرمی پیدا ہوجاتی ہے جو برائیوں اور فحش کاموں کے خلاف مزاحمت کرتی ہے۔ اگر کسی میں غیرت نہ ہو تو دل مردہ ہوجاتا ہے اور اسی کے سبب تمام اعضا بھی مردہ ہوجاتے ہیں، ان میں جرائم کی مدافعت اور روک تھام کی طاقت ہی باقی نہیں رہتی، اس چیز سے غیرت کی اہمیت اور اس کا مقام واضح ہوتا ہے۔ ①

13 شرم وحیا کا خاتمہ

حیا ہر خیر وبھلائی کی اصل اور بنیاد ہے، گناہ دل سے حیا کو ختم کر دیتا ہے اور حیا کا ختم ہونا ساری بھلائی کا ختم ہونے کے مترادف ہے۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهُ» اَوْقَالَ «اَلْحَیَاءُ کُلُّهُ خَیْرٌ» ②

''حیا مکمل طور پر خیر ہی خیر ہے۔'' یا فرمایا: ''حیا سراپا خیر وبھلائی ہے۔''

نیز انھی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْحَیَاءُ لَا یَأْتِي إِلَّا بِخَیْرٍ» ③

''حیا خیر وبھلائی ہی لاتی ہے۔''

---

① الجواب الکافي، ص: 130۔

② صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان، ح:37۔

③ صحیح البخاري، کتاب الادب، باب الحیاء، ح: 6117۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان، ح: 37۔

مطلب یہ ہے کہ گناہ بندے کی حیا کو کم کر دیتا ہے بلکہ بسا اوقات حیا بالکل ختم ہو جاتی ہے، جس کے نتیجے میں گناہ گار اتنا بے حیا بن جاتا ہے کہ لوگوں کے سامنے گناہ کرنے سے بھی اسے شرم نہیں آتی اور نہ اسے اس بات کا ڈر ہوتا ہے کہ اس کے گناہ کا لوگوں کو علم ہو جائے گا، بلکہ بہت سے گناہ گار بذات خود اپنی حالت اور اپنے کالے کرتوت لوگوں کو بتاتے پھرتے ہیں، انھیں اس چیز پر آمادہ کرنے والی چیز یہی ہے کہ ان میں شرم نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی اور جب بندے کی یہ حالت ہو جائے تو اس کی اصلاح کی کوئی صورت باقی نہیں رہ جاتی۔ ایسے شخص پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث صادق آتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ» [1]

”سابقہ نبوت کی جو باتیں لوگوں کو ملی ہیں ان میں سے یہ بھی ہے: جب تمھیں حیا نہ آئے تو جو چاہو کرو۔“

اس حدیث کی دو تفسیریں ہیں:

پہلی تفسیر یہ ہے کہ یہ حدیث وعید اور دھمکی پر محمول ہے، مطلب یہ ہے کہ جسے شرم وحیا نہیں ہوتی وہ جو چاہے برائی کر گزرتا ہے، کیونکہ برائیوں کے ترک کرنے پر آمادہ کرنے والی چیز حیا ہی ہے، جب یہی ختم ہو گئی تو پھر کون سی چیز انسان کو برائی سے روک سکتی ہے۔ اس حدیث کا یہی مفہوم مشہور ہے۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ جس کام کے کرنے میں تمھیں اللہ سے حیا نہ آتی ہو وہ کام تم کر سکتے ہو، کیونکہ وہ کام اگر چھوڑنے کے لائق ہوتا تو تم اسے کرنے میں شرم وحیا محسوس کرتے۔

چنانچہ پہلا معنی وعید کے طور پر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

[1] صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، ح: 3483۔

﴿ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴾ ①

''جو چاہو کرو، بے شک وہ تمھارے عملوں کو دیکھ رہا ہے۔''

اور دوسرے معنیٰ کے لحاظ سے یہ حدیث اجازت اور جواز کے لیے ہے۔ ②

14 دل میں ڈر اور خوف

گناہ دلوں میں خوف اور رعب ڈال دیتے ہیں، چنانچہ آپ گناہ گار کو ہمیشہ ڈرتا، گھبراتا اور مرعوب ہی پائیں گے، کیونکہ اطاعت الٰہی وہ عظیم قلعہ ہے کہ اس میں جو بھی داخل ہوتا ہے دنیا و آخرت کے عذاب سے امن و امان میں ہو جاتا ہے اور اس سے جو نکل جاتا ہے خوف و دہشت اور خطرات اسے ہر جانب سے گھیر لیتے ہیں، چنانچہ جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے اس کے حق میں خوفناکیاں امن و سکون میں بدل جاتی ہیں اور جو اس کی نافرمانی کرتا ہے اس کا امن و سکون خوف و رعب میں بدل جاتا ہے، جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اسے ہر چیز سے امن میں داخل کر دیتا ہے اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا، اللہ اسے ہر چیز سے خوف میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ③

15 دل کی بیماری

گناہ دل کو مریض بنا دیتا ہے اور اسے بیماریوں کی آماجگاہ بنا دیتے ہیں، دلوں میں گناہوں کی تاثیر اسی طرح ہوتی ہے جس طرح جسموں میں بیماریوں کی تاثیر، بلکہ گناہ ہی دلوں کی بیماریاں ہیں، اور گناہوں کا ترک کرنا ہی ان کی دوا اور علاج ہے۔ جس طرح اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پانے والے کا ٹھکانہ جنت ہے اسی طرح اطاعت گزار کا دل اس دنیوی زندگی میں ایک ایسی جنت میں ہوتا ہے جس کے مثل کوئی نعمت ہی نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴾ ④

---

① حم السجدة: 40۔ ② الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي، ص: 132۔
③ الجواب الكافي، ص: 143۔ ④ الانفطار: 13۔

''یقیناً نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور بدکار لوگ جہنم میں ہوں گے۔''

آپ یہ نہ سمجھیں کہ اللہ کے اس فرمان میں صرف آخرت کی نعمتیں اور عذاب مراد ہیں، بلکہ اس میں دنیوی، برزخی اور اُخروی تینوں زندگیوں کی نعمتیں اور عذاب شامل ہیں، چنانچہ نیک لوگ نعمتوں میں اور بدکار لوگ جہنم میں ہوں گے اور نعمت درحقیقت دل کی نعمت اور عذاب دراصل دل کا عذاب ہے۔ اسی لیے بعض صالحین نے کہا: دنیا میں بھی ایک جنت ہے، جو شخص اس میں داخل نہ ہو سکا وہ آخرت کی جنت میں بھی داخل نہیں ہوگا۔ ایک دوسرے بزرگ فرماتے ہیں: اگر بادشاہوں اور شہزادوں کو ہمیں عطا ہونے والی نعمتوں کا علم ہو جائے تو وہ اس کے لیے ہم سے تلواروں سے مقابلہ کریں۔ [1]

16 نفس انسانی کی تذلیل

گناہ نفوس انسانی کو حقیر و ذلیل بنا دیتے ہیں اور انھیں ریزہ ریزہ کر دیتے ہیں حتی کہ وہ انتہائی حقیر اور کمتر ہو جاتی ہیں، جبکہ اطاعت اور نیکی انھیں بڑھاتی اور پروان چڑھاتی ہے اور آدمی کو باوقار اور پُرعظمت بناتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا﴾ [2]

''یقیناً وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اسے (اپنے نفس کو گناہوں سے) پاک کر لیا اور یقیناً وہ شخص نامراد ہوا جس نے اسے (اپنے نفس کو گناہوں سے) آلودہ کر لیا۔''

مطلب یہ ہے کہ جس نے نفس کو اللہ کی اطاعت کے ذریعے سے پروان چڑھایا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اللہ کی نافرمانی سے اسے پست کیا اور اس کی تحقیر و تذلیل کی وہ ناکام و نامراد ہوا، چنانچہ اطاعت نفس انسانی کو عزت و سربلندی عطا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ سب سے زیادہ معزز، عظیم اور پاکیزہ ہو جاتا ہے۔ الغرض نفس کو شرف، بڑائی اور عزت و رفعت عطا کرنے والی اللہ کی اطاعت کے مثل کوئی چیز نہیں اور اسے ذلت و رسوائی اور حقارت سے دوچار کرنے والی اللہ کی نافرمانی کے مثل بھی کوئی چیز نہیں۔ [3]

[1] الجواب الكافي، ص: 147۔ [2] الشمس: 10-9۔ [3] الجواب الكافي، ص: 149۔

17 دلوں کا مسخ ہو جانا

گناہ دل کو دھنسا بھی دیتے ہیں اور اسے مسخ بھی کر دیتے ہیں۔ گناہ دلوں کو اس طرح دھنسا دیتے ہیں جیسے عمارتیں دھنس کر زمین بوس ہو جاتی ہیں۔ دل کے دھنسنے کی علامت یہ ہے کہ دل ہمیشہ گندگیوں، برائیوں اور بداخلاقیوں کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے، جبکہ جس دل کو اللہ تعالیٰ بلندی اور اپنا قرب عطا کرتا ہے وہ ہمیشہ خیر و بھلائی، نیک اعمال اور بلند اخلاق کے گرد گھومتا ہے۔ رہا دل کا مسخ ہونا تو بعض دل گناہوں کے سبب اس طرح مسخ ہو جاتے ہیں جس طرح صورت مسخ ہو جاتی ہے، چنانچہ دل اپنے اعمال، اخلاق اور طبیعت میں حیوان کے دل کی طرح ہو جاتا ہے۔ بعض دل مسخ ہو کر خنزیر کے دل کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، بعض مسخ ہو کر کتے، گدھے، سانپ یا بچھو کے دل کی طرح ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ درندوں کے اخلاق اپنا لیتے ہیں، بعض لوگ مور کے پروں کی طرح اپنے ظاہری لباس کو خوبصورت بنا لیتے ہیں اور بعض لوگ گدھے کی طرح بے وقوف اور سست ہوتے ہیں۔ ①

18 دل کا الٹ جانا

گناہ دل کو الٹ دیتے ہیں، یہاں تک کہ اسے باطل حق اور حق باطل دکھائی دیتا ہے، معروف منکر اور منکر معروف نظر آتا ہے۔ وہ فساد پھیلا رہا ہوتا ہے لیکن اسے لگتا ہے کہ وہ اصلاح کر رہا ہے، وہ ہدایت کے بدلے میں گمراہی کو خریدتا ہے لیکن اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھتا ہے، یہ سب وہ سزائیں ہیں جو گناہوں کے صلے میں دلوں پر جاری ہوتی ہیں۔ ②

19 سینے کی تنگی

گناہ سینے کو تنگ کر دیتے ہیں، چنانچہ جو جرائم میں واقع ہوتا ہے اور اللہ کی اطاعت سے اعراض کرتا ہے، اس کے اعراض کے اعتبار سے اس کا سینہ تنگ ہو جاتا ہے۔

① الجواب الكافي، ص: 213۔ ② الجواب الكافي، ص: 215۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ①

''چنانچہ اللہ جسے ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ بہت تنگ کر دیتا ہے، جیسے وہ آسمان پر چڑھ رہا ہو، اسی طرح اللہ ان لوگوں پر گندگی مسلط کر دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔''

سینے کی تنگی کے عظیم ترین اسباب میں سے اللہ تعالیٰ سے اعراض، غیر اللہ سے دل لگانا، اللہ کی یاد سے غفلت اور غیر اللہ سے محبت وغیرہ ہیں، کیونکہ جو اللہ کے علاوہ کسی اور سے محبت کرتا ہے، اسے اسی چیز کے ذریعے سے عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے اور اس کا دل اسی کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ ②

① الانعام: 125۔ ② زاد المعاد، لابن القیم: 25/2۔

دین پر گناہوں کے اثرات

1 گناہ در گناہ

گناہ سے گناہ اگتے ہیں اور ایک گناہ دوسرے گناہ کے لیے بیج کا کام کرتا ہے۔ اس طرح ایک سے دوسرا، دوسرے سے تیسرا اور تیسرے سے چوتھا گناہ پیدا ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ آدمی کے لیے گناہ سے چھٹکارا پانا بڑا مشکل ہوجاتا ہے، جیسا کہ بعض سلف نے کہا: ایک گناہ کی سزا دوسرے گناہ کی شکل میں ملتی ہے اور نیکی کا صلہ اس کے بعد مزید نیک عمل کی توفیق کی شکل میں حاصل ہوتا ہے، اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، حتی کہ نیکی اور گناہ آدمی کی فطرت اور لازمی وصف بن جاتے ہیں۔ اگر نیک آدمی سے نیکی اور اطاعت کا کام چھوٹ جائے تو اس کا نفس اور زمین اپنی وسعتوں کے باوجود اس پر تنگ ہوجاتی ہے اور جب تک وہ نیکی نہ کرلے اسے سکون اور چین نہیں آتا۔ اسی طرح اگر ایک مجرم شخص گناہ کا عمل ترک کرکے کوئی نیکی کرلے تو اس کا نفس اور سینہ تنگ ہوجائے گا اور جب تک وہ گناہ کی طرف لوٹ نہ جائے اسے اطمینان اور قرار حاصل نہیں ہوگا۔ [1]

لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ اطاعت کی طرف متوجہ ہو اور گناہ ترک کردے اور اللہ سے اس بات کا سوال کرے کہ وہ ایمان کو اس کے نزدیک محبوب بنادے اور اسے اس کے دل میں مزین اور آراستہ کردے، اور کفر وفسق اور نافرمانی کو اس کے نزدیک ناپسند بنادے اور اسے ہدایت یافتگان میں شامل فرمادے۔

[1] الجواب الكافي، ص: 108۔

2 نیکیوں سے محرومی

گناہ اطاعت سے محروم کر دیتے ہیں اور گناہ گار کو نیک عمل سرانجام دینے سے روکتے ہیں۔ اگر گناہ کی صرف یہی سزا ہو کہ وہ کسی ایک اطاعت سے روک کر اس کا بدل بن جائے اور دوسری نیکی کی راہ روک دے تو اس کے نقصان دہ ہونے کے لیے یہی ایک بات کافی ہے، جب کہ صورت حال یہ ہے کہ گناہ بے شمار نیکیوں سے محروم کر دیتے ہیں اور اعمال صالحہ کی راہ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ ①

3 اللہ کے ہاں ذلت و رسوائی

گناہ بندے کو اللہ کے ہاں ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں اور اسے اللہ کی نظروں سے گرا دیتے ہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: گناہ گار اللہ کے ہاں ذلیل ہوتے ہیں، اس لیے اللہ کی نافرمانی کی جرأت کرتے ہیں، اگر وہ اللہ کے ہاں معزز ہوتے تو اللہ ان کی حفاظت فرماتا۔ ② اور اگر بندہ اللہ کی نگاہ میں ذلیل ہو جائے تو اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ﴾ ③

"اور جسے اللہ ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔"

گناہ گاروں کی لوگ اگرچہ ان کے شر سے بچنے کے لیے یا اپنے کسی مقصد کے لیے بظاہر تعظیم و تکریم بھی کریں، تب بھی درحقیقت وہ ان کے دلوں میں حقیر و ذلیل ہی ہوتے ہیں۔ ④

4 لعنت کا سبب

گناہ بندے کو رسول اللہ ﷺ کی لعنت کا مستحق بنا دیتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ

---

① الجواب الکافی، ص:212۔ ② الجواب الکافی، ص:212۔ ③ الحج: 18۔

④ الجواب الکافي، ص: 212۔

نے بہت سے چھوٹے بڑے گناہوں پر لعنت فرمائی ہے، لہٰذا ان گناہوں کے مرتکب بدرجۂ اولیٰ لعنت کے مستحق ہیں۔ آپ ﷺ نے درج ذیل لوگوں پر لعنت فرمائی ہے:

1 گودنے والی اور گودوانے والی عورت اور مصنوعی بال لگانے اور لگوانے والی عورت۔①

2 بال اکھیڑنے اور اکھڑوانے والی عورت اور حسن کی خاطر دانتوں کے درمیان فاصلہ کروا کر اللہ کی تخلیق کو بدلنے والی عورت۔②

3 آپ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا: ''یہ سب کے سب گناہ میں برابر ہیں۔''③

4 رسول اللہ ﷺ کا ایک گدھے کے پاس سے گزر ہوا جس کے چہرے کو داغا گیا تھا تو آپ نے فرمایا: «لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِي وَسَمَهُ» ④

''اس کے داغنے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔''

5 آپ نے چور پر لعنت فرمائی اور اگر وہ انڈا چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے، رسی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔⑤

6 آپ ﷺ نے غیر اللہ کے لیے قربانی کرنے والے، بدعتی کو پناہ دینے والے، اپنے والدین پر لعنت کرنے والے اور زمین کی حد بندیاں بدلنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔⑥

---

① صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب وصل الشعر، ح:5933 ، صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم فعل الواصلة، ح:2124۔ ② صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتفلجات، ح:5931، صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم فعل الواصله،ح:2125۔ ③ صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب لعن اکل الربا وموکله، ح:1597۔ ④ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب النهی ضرب الحیوان فی وجهه و وسمه فیه، ح:2117۔ ⑤ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حد السرقة ونصابها،ح:1687۔ ⑥ صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب تحریم الذبح لغیر اللّٰه ولعن فاعله، ح: 1978۔

7. آپ ﷺ نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔①

8. آپ ﷺ نے شراب پر، شراب پینے اور، پلانے والے پر، اس کو فروخت کرنے والے، خریدنے والے، نچوڑنے والے، لادنے والے، لدوانے والے اور اس کی قیمت کھانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ ②

9. آپ ﷺ نے کسی ذی روح چیز کو باندھ کر مارنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔③

10. آپ ﷺ نے تصویر کشی کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ ④

11. آپ ﷺ نے اپنی ماں اور باپ کو برا بھلا کہنے والے، نابینا کو غلط راہ دکھانے والے، جانور سے بدفعلی کرنے والے اور قوم لوط کا عمل کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔⑤

12. آپ ﷺ نے رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔⑥

13. کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں، ان پر مسجد بنانے اور چراغاں کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ ⑦

---

① صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال، ح: 5885۔ ② سنن أبی داود، کتاب الاشربة، باب العنب یعصر للخمر، ح:3674، سنن ابن ماجه، کتاب الاشربة، باب لعنت الخمر علی عشر اوجه، ح: 3380، صححه الألبانی۔ ③ صحیح مسلم ، کتاب الصید والذبائحم باب النهی عن صبر البهائم، ح:1958۔

④ صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من لعن المصور، ح:5962۔ ⑤ مسند أحمد:217/1،صححه أحمد شاکر۔

⑥ سنن الترمذی، کتاب الاحکام، باب ماجاء فی الراشی والمرتشی، ح:1336 ، سنن ابی داود، کتاب الاقضیة، باب الکراهة الرشوة، ح:3580، صححه الالبانی۔

⑦ سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی زیارة النساء للقبور،ح: 3236 ، سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی کراهیة أن یتخذ علی القبور مسجدا،ح: 320، حسنه الالبانی۔

14 آپ ﷺ نے عورت کی پچھلی شرمگاہ (دبر) میں جنسی عمل کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔①

15 اپنے شوہر کے بستر کو چھوڑ کر رات گزارنے والی عورت پر فرشتے صبح تک لعنت کرتے رہتے ہیں۔②

16 جو شخص اپنے بھائی کی طرف لوہے سے اشارہ کرتا ہے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔③

17 اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کو ایذا پہنچانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴾④

”بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں، اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لیے رسوا کن عذاب تیار کیا ہے۔“

18 اللہ تعالیٰ نے زمین میں فساد پھیلانے والے، اللہ کے عہد و پیمان کو توڑنے والے اور اللہ نے جس کو جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

﴿ وَ الَّذِیۡنَ یَنۡقُضُوۡنَ عَہۡدَ اللّٰہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مِیۡثَاقِہٖ وَ یَقۡطَعُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ وَ یُفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ۙ اُولٰٓئِکَ لَہُمُ اللَّعۡنَۃُ وَ لَہُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ ﴾⑤

”اور جو لوگ اللہ کے عہد کو پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور وہ چیز قطع کرتے ہیں جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور زمین میں فساد کرتے ہیں، انھی لوگوں کے لیے لعنت ہے اور انھی کے لیے بہت برا گھر ہے۔“

① سنن أبی داود، کتاب النکاح، باب ما جاء فی جامع النکاح، ح:2162، حسنه الألبانی۔ ② صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب اذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها، ح:5193۔ ③ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب النهی عن الإشارة بالسلاح الی المسلم، ح:2616۔ ④ الاحزاب:57۔ ⑤ الرعد:25۔

19 اللہ کی نازل کردہ نشانیوں اور ہدایت کو چھپانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴾ ①

''بے شک جو لوگ ہمارے نازل کردہ واضح دلائل اور ہدایت کی باتوں کو چھپاتے ہیں، بعدازاں کہ ہم نے لوگوں کے لیے اسے کتاب میں کھول کر بیان کردیا ہے، وہی لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور سب لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔''

20 اللہ تعالیٰ نے بھولی بھالی، پاک دامن مومنہ عورتوں پر زنا کی تہمت لگانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾ ②

''بے شک جو لوگ پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔''

کافروں کی راہ کو مومنوں کی راہ سے زیادہ مبنی بر ہدایت سمجھنے والوں پر لعنت فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَ مَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴾ ③

① البقرة:159۔ ② النور:23۔ ③ النساء:51-52۔

”آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا، وہ بتوں اور شیطان پر ایمان رکھتے ہیں اور کافروں کے بارے میں کہتے ہیں: یہ لوگ ایمان والوں سے زیادہ ہدایت والے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جس پر اللہ لعنت کرے اس کے لیے آپ قطعاً کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔“

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ان کے علاوہ اور بہت سی چیزوں پر لعنت فرمائی ہے، اگر ان کے ارتکاب میں اتنی ہی قباحت ہو کہ ان کا مرتکب اللہ، اس کے رسول اور فرشتوں کے لعنت کردہ لوگوں کی فہرست میں شامل ہوجائے گا تو محض اتنی چیز ہی اسے گناہ سے رکنے پر آمادہ کرنے کے لیے کافی ہے، لہٰذا عقلمند کو چاہیے کہ ہر قسم کے گناہ سے دور رہے تاکہ فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو۔[1]

5 رسول اللہ ﷺ اور فرشتوں کی دعا سے محرومی

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مومن مردوں اور عورتوں کے لیے استغفار کا حکم دیا ہے، نیز بیان فرمایا کہ فرشتے بھی ان کے لیے استغفار کرتے ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ○ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ وَ قِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَ مَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾[2]

”جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے ارد گرد ہیں، وہ اپنے

[1] الجواب الکافی، ص: 115-119۔ [2] المومن: 7-9۔

رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں، اور اس پر ایمان رکھتے ہیں، اور مومنوں کے لیے بخشش مانگتے ہیں (وہ کہتے ہیں:) اے ہمارے رب! تو (اپنی) رحمت اور علم سے ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے، لہٰذا تو ان لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی اور تیرے راستے کی پیروی کی اور انھیں جہنم کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے رب! اور انھیں ان ابدی باغوں میں داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے، اور ان کو بھی جو ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے نیک ہوں، بے شک تو غالب، نہایت حکمت والا ہے اور انھیں برائیوں سے بچا، اور جسے تو نے اس دن برائیوں (کی سزا) سے بچا لیا تو درحقیقت تو نے اس پر رحم کیا، اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''

فرشتوں کی یہ دعا ان ایمان والوں کے لیے ہے جو کتاب وسنت کے پیروکار اور توبہ کرنے والے ہیں، لہٰذا جن میں یہ خوبیاں نہ ہوں انھیں اپنے حق میں اس دعا کی قبولیت کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔[1]

6 خود فراموشی

گناہوں سے انسان اللہ تعالیٰ کو بھلا بیٹھتا ہے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اسے اپنا آپ بھی بھلوا دیتے ہیں، یعنی وہ خدا فراموشی سے خود فراموشی تک پہنچ جاتا ہے، جب اللہ تعالیٰ بندے کو بھلا دیتا ہے تو یہ ہلاکت کی وہ منزل ہوتی ہے جس سے نجات کی کوئی امید نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾[2]

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور (ہر) شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل

[1] الجواب الكافي، ص: 119-120۔ [2] الحشر: 18۔

(قیامت) کے لیے آگے کیا بھیجا ہے، اور تم اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ کو خوب خبر ہے اس کی جو تم عمل کرتے ہو اور ان کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول گئے، تو اللہ نے انھیں اپنا آپ بھلوا دیا، یہی لوگ نافرمان ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ جو اس کا تقویٰ ترک کر دیتا ہے وہ اس کا مواخذہ اس طرح کرتا ہے کہ اس کو اپنا آپ بھلوا دیتا ہے، یعنی اللہ اسے ایسے اعمال سے غافل کر دیتا ہے جن کے ذریعے سے وہ اللہ کے عذاب سے بچ سکے اور نعمتوں والی جنت کا حق دار بن سکے۔ اس نے چونکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت، اس کے خوف اور اس کے احکامات کو بھلا دیا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے ان چیزوں سے غافل کر دیا، چنانچہ آپ گناہ گار کو دیکھیں گے کہ وہ اندھیروں میں ٹامک ٹویاں مارتا ہے، اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا کہ وہ کیا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اپنے ذکر سے غافل و بے خبر کر دیتا ہے، وہ اپنی خواہشات کا اسیر ہو جاتا ہے، اپنی بھلائی کو برباد کرنے میں اعتدال کو چھوڑ کر افراط وتفریط کا شکار ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں دنیا و آخرت کی ساری بھلائیاں اس افراط وتفریط کی نذر ہو جاتی ہیں۔ گویا اس نے دنیا کی معمولی لذتوں کی خاطر اپنی ابدی سعادت کو پس پشت ڈال دیا، ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کے مقابلے میں عارضی چیزوں کو ترجیح دی، اس کا انتخاب کسی صورت بھی اس کے لیے اچھا نہیں، جیسا کہ کہا گیا ہے:

أَحْلَامُ نَوْمٍ أَوْ كَظِلٍّ زَائِلٍ ۔۔۔ إِنَّ اللَّبِيبَ بِمِثْلِهَا لَا يُخْدَعُ[1]

''یہ جھوٹے خواب یا ڈھلتی چھاؤں کی طرح ہیں، عقلمند انسان کو ایسی چیزوں سے دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔''

سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کو بھلا دے، اللہ کی جانب سے عطا ہونے والے اپنے حصے کو ٹھکرا دے اور اللہ کی عطا کو حقیر و کمتر قیمت کے عوض میں فروخت کر دے، چنانچہ گناہ گار بندہ ایسی چیز کو ضائع کر دیتا ہے جس کا کوئی بدل ہی نہیں، شاعر کہتا ہے:

[1] الجواب الكافي، ص: 135۔

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِذَا ضَيَّعْتَهُ عِوَضٌ
وَمَا مِنَ اللَّهِ إِنْ ضَيَّعْتَ مِنْ عِوَضٍ [1]

''ہر چیز کا، جسے آپ ضائع کر دیں، کوئی نہ کوئی عوض ہوتا ہے، لیکن اگر آپ اللہ کو چھوڑ دیں تو اس کا کوئی عوض نہیں۔''

چنانچہ اللہ اپنے سوا ہر چیز کا عوض عطا فرماتا ہے اور کوئی بھی شے اللہ کا عوض عطا نہیں کر سکتی۔

7 محسنین کی صف سے اخراج

گناہوں کا ایک نقصان یہ ہے کہ وہ گناہ گار کو محسنین کے ثواب سے محروم کر دیتا ہے، کیونکہ جب دل میں احسان ہوتا ہے تو وہ اسے گناہوں سے روکتا ہے۔ محسن اللہ کی عبادت اس طرح کرتا ہے گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ عبادت کا یہ وصف بندے اور اس کے گناہ کے ارادے کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور وہ گناہ کے بارے میں سوچتا بھی نہیں، چہ جائیکہ وہ گناہوں میں واقع ہو۔ [2]

8 مومنوں کے اجر و ثواب سے محرومی

گناہ انسان کو مومنوں کے ثواب سے محروم کر دیتا ہے اور جو اس عظیم اعزاز سے محروم رہ جائے وہ ان تمام بھلائیوں سے محروم رہ جاتا ہے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے مومن بندوں سے کیا ہے۔ وہ تقریباً خیر و بھلائی کی سو خصلتیں ہیں اور ان میں سے ہر خصلت دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے، چند خصلتیں درج ذیل ہیں:

(الف) اجر عظیم: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ [3]

''عنقریب اللہ تعالیٰ مومنوں کو اجر عظیم سے نوازے گا۔''

[1] الجواب الكافي، ص: 135۔ [2] الجواب الكافي، ص: 137۔ [3] النساء: 146۔

(ب) ان سے دنیا و آخرت کی برائیاں دور کرنا: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ (1)

''بے شک اللہ تعالیٰ مومنوں کا دفاع کرتا ہے۔''

(ج) مومن اللہ کا دوست ہوتا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ اپنا دوست بنا لے اسے ذلیل نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ (2)

''اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔''

(د) درجات، بخشش اور باعزت روزی

﴿ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴾ (3)

''ان (مومنوں) کے لیے ان کے رب کے پاس درجات، بخشش اور باعزت روزی ہے۔''

(ہ) اللہ کی معیت، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ (4)

''اور بے شک اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے۔''

(و) دنیا و آخرت میں رفعت و سربلندی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ﴾ (5)

''اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان لانے والوں اور علم والوں کے درجات بلند فرماتا ہے۔''

(ز) عزت: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (6)

---

(1) الحج:38۔ (2) البقرۃ:257۔ (3) الانفال:4۔ (4) الانفال: 19۔
(5) المجادلۃ:11۔ (6) المنافقون: 8۔

''عزت تو صرف اللہ، اس کے رسول اور مومنوں ہی کے لیے ہے، لیکن منافقین نہیں جانتے۔''

(ح) اللہ تعالیٰ انھیں اپنی رحمت کے دو حصے اور ایک ایسا نور عطا فرمائے گا جس میں وہ چلیں گے اور ان کے گناہوں کی بخشش فرمائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ [1]

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اللہ تمھیں اپنی رحمت کے دو حصے عطا فرمائے گا اور تمھیں وہ نور بخشے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے، اور تمہارے قصور معاف کر دے گا، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔''

(ط) قیامت کے روز انھیں خوف سے امن عطا ہوگا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَمَنْ اٰمَنَ وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾ [2]

''جو لوگ ایمان لائے اور اصلاح کی، انھیں نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہی ہوں گے۔''

(ی) قرآن ان کے لیے ذریعہ ہدایت اور شفا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ۭ وَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴾ [3]

''(اے نبی!) کہہ دیجیے: یہ تو ایمان والوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور یہ ان کے حق میں اندھا پن ہے (گویا) یہ لوگ کسی دور دراز جگہ سے پکارے جا رہے ہیں۔''

[1] الحدید: 28۔ [2] الانعام: 48۔ [3] حم السجدۃ: 44۔

مقصود یہ ہے کہ ایمان دنیا و آخرت میں ہر طرح کی بھلائی کے حصول کا ذریعہ ہے اور دنیا و آخرت کی ہر برائی کا سبب ایمان سے محرومی ہے، چنانچہ ایک بندۂ مومن کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی ایسی چیز کا ارتکاب کرے جو اس کے لیے دنیا و آخرت میں خسارے کا سبب ہو۔ گناہوں سے دلوں پر زنگ چڑھ جاتا ہے، اور بندہ اگر گناہوں پر اصرار کرتا رہے تو اس بات کا بھی اندیشہ ہے کہ وہ کہیں ایسی چیز کا ارتکاب نہ کر بیٹھے جو ایمان سے مکمل طور پر خارج کر دے۔ اسی بنیاد پر سلف صالحین گناہوں سے بہت زیادہ ڈرتے تھے، بعض سلف کا قول ہے: تم گناہوں سے ڈرتے ہو، مگر میں تو کفر سے ڈرتا ہوں۔ (1)

9 بندے اور رب کے درمیان تعلق کی کمزوری

گناہ بندے اور اس کے رب کے درمیان تعلق اور رشتے کو منقطع کر دیتے ہیں اور جب بندے اور اس کے رب کے درمیان رشتہ ٹوٹ جاتا ہے تو اس سے بھلائی کے سارے اسباب منقطع ہو جاتے ہیں اور برائی کے تمام اسباب جڑ جاتے ہیں، چنانچہ جس سے بھلائی کے سارے اسباب منقطع ہو گئے ہوں اور اس کے اور اس کے آقا و مولا کے درمیان سے واسطے ٹوٹ گئے ہوں، وہ مولیٰ و آقا جس سے وہ پل بھر کے لیے بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا، اس ذات سے رشتہ توڑنے کے بعد بندے کو کون سی کامیابی میسر آ سکتی ہے؟ وہ کون سی امیدیں اور کس سے امیدیں قائم کر سکتا ہے اور کون سی خوشگوار زندگی اسے حاصل ہو سکتی ہے؟ (2)

10 شیطان کی اسیری

گناہوں کی ایک سزا یہ ہے کہ گناہ گار شیطان کا اسیر، اپنی شہوت کا غلام اور خواہشات نفس کا قیدی بن جاتا ہے اور جو شخص اپنے سب سے بڑے دشمن کی قید میں ہو

(1) الجواب الکافي، ص: 139۔ (2) الجواب الکافي، ص: 155۔

اس سے زیادہ بد حال قیدی کوئی نہیں، خواہشات کی غلامی سے تنگ و تاریک کوئی جیل نہیں اور نہ شہوت کی قید سے پریشان کُن کوئی قید خانہ ہے، چنانچہ جو دل کسی کی قید و بند میں ہو وہ اللہ اور دارِ آخرت کی طرف کیسے چل سکتا ہے! واللّٰہ المستعان۔ ①

11 اسفل السافلین میں شمولیت

گناہ، گناہ گار کو سافلین (جہنم کے نچلے اور پست طبقے والوں) میں سے بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دو طرح کی مخلوق پیدا فرمائی ہے: علیہ (اونچے طبقے والے) اور سفلہ (نچلے طبقے والے)، علیا کا ٹھکانہ علیین بنایا ہے اور سفلہ کا ٹھکانہ اسفل سافلین بنایا ہے، نیز اپنے اطاعت گزاروں کو دنیا و آخرت میں سر بلندی عطا فرمائی ہے اور اپنے نافرمانوں کو دنیا و آخرت میں ذلت و پستی کی گہرائیوں میں ڈال دیا ہے۔ ②

12 شرف و بزرگی کا خاتمہ

گناہ شرف و بزرگی کو ختم کر دیتا ہے، گناہوں کے باعث اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندے کی قدر و منزلت اور بزرگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے، کیونکہ اللہ کے نزدیک مخلوق میں سب سے باعزت شخص وہ ہے جو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ﴾ ③

"بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔"

اور لوگوں میں اللہ کا سب سے قریبی وہ ہے جو اس کا سب سے زیادہ اطاعت گزار ہو اور اللہ کے نزدیک کسی بندے کا مقام و مرتبہ اطاعت الٰہی کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ جب بندہ اللہ کی نافرمانی اور اس کے حکموں کی مخالفت کرتا ہے تو وہ اللہ کی نگاہ سے گر جاتا ہے اور بالآخر اللہ تعالیٰ اسے بندوں کی نگاہ سے بھی گرا دیتا ہے اور جب مخلوق کے

① الجواب الكافي، ص: 150۔ ② الجواب الكافي، ص: 161۔

③ الحجرات: 13۔

درمیان اس کا کوئی مقام و مرتبہ اور وزن نہیں رہتا تو وہ اسی حساب سے اس سے معاملہ کرتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ گمنامی، بے قدری اور خستہ حالی کے درمیان بڑی بری زندگی گزارتا ہے۔ نہ اس کا کوئی احترام ہوتا ہے اور نہ وہ خوش گوار اور پر مسرت زندگی گزار سکتا ہے، کیونکہ گمنام اور بے قدر و قیمت ہونا بذات خود بہت بڑی ذلت وصعوبت ہے جس میں خوشی و مسرت کا کوئی تصور ہی نہیں، بہت بڑی پریشانی جبکہ اطاعت شعار بندے پر اللہ کی سب سے عظیم نعمت یہ ہے کہ وہ دونوں جہاں میں اس کا ذکر بلند کر دیتا ہے اور اس کی قدر و قیمت بڑھا دیتا ہے۔ ①

13 اللہ کی نفرت کا استحقاق

گناہ گار سے اللہ کی نفرت کرتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ﴾ ②

''اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے گناہ گار سے محبت نہیں کرتا۔''

نیز فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا﴾ ③

''بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کو پسند نہیں کرتا جو خیانت کرنے والا، گناہ گار ہو۔''

① الجواب الكافي، ص: 151۔ ② البقرة: 276۔ ③ النساء: 107۔

گناہ گار کے جسم پر بھی گناہوں کے کچھ اثرات ہوتے ہیں، بطور مثال چند اثرات حسب ذیل ہیں:

1 شرعی سزائیں

اگر گناہ گار کو سابقہ صفحات میں ذکر کردہ گناہوں کے نقصانات اور اثرات سے کوئی خوف و دہشت نہ ہو اور وہ اپنے دل پر ان کا کوئی اثر نہ پائے تو اسے چاہیے کہ وہ جرائم پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی متعین کردہ سزاؤں اور عقوبتوں کی طرف دیکھے اور ان سے عبرت حاصل کرے۔ یہ سزائیں تین طرح کی ہیں: حدود، کفارات اور تعزیرات۔

حدود

جیسے مرتد کا قتل، زنا، چوری، تہمت اور شراب خوری وغیرہ کی حد۔

یہ حدود درج ذیل پانچ ضرورتوں کی حفاظت کرتی ہیں۔

دین، جان، نسل، عقل اور مال، یعنی مرتد کی سزا سے دین کی حفاظت مقصود ہے، زنا کی حد سے نسل کا تحفظ مقصود ہے، چوری کی حد کا مقصد مال کی حفاظت ہے، شراب کی حد کا مقصد عقل کی حفاظت ہے اور تہمت کی حد جان کے تحفظ کے لیے رکھی گئی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ان پانچ ضرورتوں کی حفاظت ہی کے لیے یہ حدیں مشروع فرمائی ہیں۔

کفارات

کفاروں میں قتل خطا کا کفارہ، ظہار کا کفارہ، روزے کی حالت میں، یا حالت احرام میں یا حیض ونفاس میں بیوی سے ہمبستری کا کفارہ اور قسم کا کفارہ وغیرہ شامل ہیں۔

تعزیرات

وہ سزا جو مسلمان حاکم کی صوابدید پر مبنی ہو، اسے تعزیر کہتے ہیں۔تعزیرات حدود کے درجے تک نہیں پہنچتیں۔ الا یہ کہ جرم بہت سنگین ہو تو تعزیر قتل تک بھی پہنچ سکتی ہے، اور یہ تمام چیزیں حاکم کی خواہش کے مطابق نہیں بلکہ شرعی قواعد کے مطابق ہیں۔ [1]

2 قدری سزائیں

اس کی دو قسمیں ہیں:

(الف) قلبی اور روحانی سزائیں

(ب) جسمانی سزائیں

قلبی سزائیں وہ آلام ومصائب ہیں جن سے دل دو چار ہوتا ہے، نیز اس کا مادہ ہی منقطع ہوجاتا ہے جس پر اس کی زندگی کی اصلاح کی بنیاد ہے اور جب یہ صورت ہوگی تو دل غم وپریشانی ہی سے دو چار ہوگا۔

قدری سزاؤں کی دو قسمیں ہیں:

دنیا کی قدری سزائیں اور آخرت کی قدری سزائیں۔

مقصود یہ ہے کہ گناہوں کی سزائیں دو طرح کی ہوتی ہیں: شرعی سزائیں اور قدری سزائیں اور یہ سزائیں یا تو دل پر ہوتی ہیں یا جسم پر، یا دل اور جسم دونوں پر اور کچھ سزائیں مرنے کے بعد برزخی زندگی میں اور کچھ حشر کے دن ہوں گی۔ [2]

[1] الجواب الكافي،ص:208، المعاصي وأثرها على الفرد والمجتمع، ص:116۔

[2] الجواب الكافي، ص: 209۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قدری سزائیں انسان کو اس کے دین یا دنیا یا دین و دنیا دونوں میں لاحق ہونے والے فتنے، مصیبتیں اور آلام و مصائب ہیں، ان کی تین قسمیں ہیں: ایک وہ جو بلندیٔ درجات کے لیے ہوتی ہیں، دوسری وہ جو گناہوں کی معافی کے لیے ہوتی ہیں اور تیسری وہ جو انسان پر اس کے ظلم و سرکشی اور اپنے رب کی نافرمانی کی سزا کے طور پر ہوتی ہیں۔

یہ آخری درجہ جرم و گناہ کے اعتبار سے مسلم و کافر دونوں کو شامل ہے۔①

3 گناہ جسم کو کمزور کر دیتے ہیں

مومن کی اصل قوت اس کے دل میں ہوتی ہے جس قدر اس کا دل قوی اور طاقتور ہوگا اسی قدر اس کا جسم بھی قوی تر ہوگا، رہا فاسق و فاجر شخص تو وہ اگرچہ جسمانی طور پر طاقتور کیوں نہ ہو لیکن بزدل و کمزور ہوتا ہے اور ضرورت کے وقت اس کی جسمانی طاقت بے کار ثابت ہوتی ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فارس و روم کی جسمانی قوت پر غور کرو کہ یہ لوگ کس قدر قوی اور مضبوط تھے لیکن عین دفاع کے موقع پر ان کی قوت نے انھیں دھوکا دے دیا اور اہل ایمان نے اپنی جسمانی و قلبی طاقت اور ایمانی قوت کے بل بوتے پر انھیں نیست و نابود کر دیا۔②

---

① المعاصي وأثرها على الفرد والمجتمع، ص: 118۔

② الجواب الكافي، ص: 106۔

روزی پر گناہوں کے اثرات

1 رزق سے محرومی

اس میں کوئی شک نہیں کہ بندہ گناہوں کے سبب اللہ کے انعامات اور رزق سے محروم ہوجاتا ہے، جبکہ اس کے برعکس اللہ کا تقویٰ حصول رزق کا ذریعہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ [1]

"جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی عطا فرماتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔"

مذکورہ آیت کریمہ کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ جو شخص اللہ کا تقویٰ نہیں اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ نہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کی کوئی سبیل پیدا کرے گا اور نہ اسے وہاں سے روزی ہی عطا کرے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو۔

معلوم ہوا کہ گناہوں کے ترک سے بڑھ کر حصول رزق کا کوئی ذریعہ نہیں، اس لیے جو شخص رزق میں برکت کا خواہشمند ہو، اسے چاہیے کہ گناہوں کو خیر باد کہہ دے۔ [2]

[1] الطلاق:3-2۔ [2] الجواب الكافي، ص: 104۔

2 نعمتوں کا زوال

گناہوں کے باعث اللہ تعالیٰ بندے سے نعمتیں زائل کر دیتے ہیں اور گناہوں کے سبب ہی بندے پر دنیا میں طرح طرح کے عذاب مسلط ہوتے ہیں۔ بندے سے جو بھی نعمت زائل ہوتی ہے یا اس پر جو بھی عذاب اترتا ہے وہ گناہوں ہی کی وجہ سے ہوتا ہے، جیسا کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا: ہر مصیبت گناہ ہی کے سبب نازل ہوتی ہے اور ہر مصیبت توبہ ہی سے ختم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾ (1)

''اور تمھیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمھارے اپنے ہی کرتوتوں کی وجہ سے ہے اور بہت سی باتوں سے تو وہ (اللہ) درگزر فرما دیتا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ (2)

''یہ اس لیے ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کسی نعمت کو جو اس نے کسی قوم کو بخشی ہو، (اس وقت تک) نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔''

اللہ تعالیٰ کسی کو عطا کردہ نعمت کو اس وقت تک نہیں بدلتا (چھینتا) جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدل لے۔ اللہ تعالیٰ برابر اپنے بندوں پر اپنے لطف و کرم اور انعامات کی بارش کرتا رہتا ہے، یہاں کہ بندہ خود اپنے آپ کو محرومی کا حقدار نہ بنا لے۔ وہ اس طرح کہ اللہ کی اطاعت کی جگہ نافرمانی کی راہ اختیار کر لے، اس کے شکر کی بجائے ناشکری اور کفرانِ نعمت کرنے لگے، اللہ کی رضا و خوشنودی کے اسباب کی جگہ اس کے غیظ و غضب کے اسباب پیدا کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے اپنی نعمتیں چھین لیتا ہے اور اسے

(1) الشوریٰ: 30۔ (2) الانفال: 53۔

عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہ زوالِ نعمت اور عذاب اس کی اپنی بداعمالیوں کا نتیجہ ہوتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

اگر بندہ اطاعت کو گناہ سے بدل دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی خیر وعافیت کو عذاب سے اور عزت کو ذلت سے بدل دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۗ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ ۚ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَالٍ﴾[1]

”اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے بدل نہ لے، اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو سزا دینے کا ارادہ کر لیتا ہے تو پھر اسے کوئی ٹال نہیں سکتا اور اس (اللہ) کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں۔“

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

إِذَا كُنْتَ فِي نِعْمَةٍ فَارْعَهَا ۔۔۔ فَإِنَّ الذُّنُوبَ تُزِيلُ النِّعَمْ
وَحُطْهَا بِطَاعَةِ رَبِّ الْعِبَادِ ۔۔۔ فَرَبُّ الْعِبَادِ سَرِيعُ النِّقَمْ[2]

”جب تو کسی نعمت میں ہو تو اس کی حفاظت کر، کیونکہ گناہ نعمتوں کو زائل کر دیتا ہے اور ان گناہوں کو بندوں کے رب کی اطاعت کے ذریعے سے مٹا دو، کیونکہ بندوں کا رب بہت جلد سزا دینے والا ہے۔“

3 برکت سے محرومی

گناہ مال سے برکت کو ختم کر دیتے ہیں، بسا اوقات بالکل مٹا دیتے ہیں، چنانچہ جو شخص خرید و فروخت میں جھوٹ بولے گا اور اپنے سامان کے عیوب کو چھپائے گا، سزا کے طور پر اس کی برکت ختم کر دی جائے گی۔ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] الرعد:11۔ [2] الجواب الکافي، ص: 142۔

«اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا» ①

''خرید و فروخت کرنے والوں کو اس وقت تک اختیار ہے جب تک دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں، اگر دونوں سچ بولیں اور معاملات واضح رکھیں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوگی اور اگر وہ دونوں (معاملات) چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو دونوں کی خرید و فروخت سے برکت مٹا دی جائے گی۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَدَّى اللَّهُ عَنْهُ، وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللَّهُ» ②

''جو شخص لوگوں کا مال ادا کرنے کی نیت سے لے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کی ادائیگی (کے اسباب مہیا) فرمائے گا اور جو اسے ضائع و برباد کرنے کی نیت سے لے گا اللہ اسے ضائع کر دے گا۔''

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگوں کا مال لوٹانے کی غرض سے لے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا میں کشادگی پیدا کرے گا اور اس کی ادائیگی آسان کر دے گا یا اس کی جانب سے قیامت کے روز اس کا ضامن بن جائے گا اور جو شخص لوگوں کا مال ہڑپ کرنے کی نیت سے لے گا اس کی معیشت اور مال و دولت تباہ ہو جائے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد آخرت کا عذاب ہے۔ ③

① صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اذا بین البیعان ولم یکتما ونصحا، ح:2079 ، صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب الصدق فی البیع والبیان، ح: 1532۔

② صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب من أخذ أموال الناس یرید اداءھا أو اتلافھا، ح: 2387۔ ③ فتح الباري شرح صحيح البخاري: 54/5۔

فرد پر گناہوں کے عام اثرات

1 عمر، علم اور رزق سے محرومی

گناہ بندے کی عمر، روزی، علم، عمل اور طاقت سے برکت ختم کر دیتے ہیں اور مجموعی طور پر انسان دین و دنیا کی ساری برکتوں سے محروم ہو جاتا ہے، چنانچہ جس قدر بے برکتی اللہ کے نافرمانوں کی زندگیوں میں ہوتی ہے، کسی اور کی زندگی میں نہیں ہوسکتی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ﴾ [1]

''اور اگر ان بستیوں والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔''

چنانچہ گناہ ہر چیز کی برکت کو مٹانے کا سبب ہے لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ اپنے دامن کو گناہوں سے بچا کے رکھے تاکہ اسے دین اور دنیا میں برکت حاصل ہو۔ [2]

2 معاشرے میں بدنامی

گناہ بندے کے لیے مذمت و برائی کا سبب بنتے ہیں، چنانچہ گناہوں کی تباہ کاریوں میں سے یہ بھی ہے کہ تعریف و توصیف اور عزت و احترام کے جس قدر نام ہیں،

[1] الاعراف: 96۔ [2] الجواب الکافی، ص: 157۔

وہ گناہ گار سے چھین کر اس کی جگہ تحقیر اور مذمت کے نام چسپاں کر دیے جاتے ہیں اور مومن، نیک، محسن، متقی، اطاعت گزار، ولی، زاہد، صالح، عابد اور طیب وغیرہ جیسے نام سلب کر کے بدکار، گناہ گار، نافرمان، بدعمل، بدکردار، خبیث، مردود، کمینہ، جھوٹا، خائن، قطع تعلقی کرنے والا، دھوکے باز اور فاسق و فاجر جیسے ناموں سے اسے یاد کیا جاتا ہے۔ اگر گناہ گار کو گناہ کی کوئی اور سزا نہ دی جائے اور محض ان برے ناموں ہی کا مستحق بنا دیا جائے، تب بھی ایک عقل مند انسان گناہ سے باز رہے گا، اس کے برعکس اگر اطاعت وعبادت کا صلہ نیک نامی کے علاوہ کوئی اور نہ ہو تو عقل سلیم رکھنے والا انسان ضرور نیکی کی راہ کو اپنے لیے پسند کرے گا۔①

3 دشمنوں اور مخالفتوں میں اضافہ

گناہوں کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ اللہ کی مخلوق گناہ گار کے خلاف جری اور دلیر ہو جاتی ہے۔ شیاطین بھی دلیر ہو جاتے ہیں اور اسے ایذا اور تکلیفوں میں مبتلا کر دیتے ہیں، اسے بہت سی باتوں سے غافل کر دیتے ہیں جس میں اس کی دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی پوشیدہ ہوتی ہے۔ اسی طرح گناہ بندے پر انسانی شیطانوں کو مسلط کر دیتے ہیں جو اس کی موجودگی اور عدم موجودگی میں اسے ہر ممکن ایذا پہنچانے میں لگے رہتے ہیں۔ گناہ گار کے اہل و عیال، خادم، نوکر چاکر اور اس کے ہمسائے سب لوگ اس کے خلاف دلیر ہو جاتے ہیں، جم کر اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اسے ستانے کی کوشش کرتے ہیں۔ گناہوں کی قباحت کے لیے یہی کافی ہے، واللہ المستعان۔②

4 نفس کے سامنے بے بسی

گناہ بندے کو اپنے نفس کے سامنے کمزور اور عاجز کر دیتا ہے، یہ گناہوں کی سب سے بڑی تباہی ہے، کیونکہ جب بندہ اپنے نفس پر قابو پانے کا سخت حاجت مند ہوتا ہے تو گناہ اس میں خلل پیدا کرتے ہیں۔ ہر شخص اس بات کا محتاج ہے کہ اسے معلوم ہو کہ

① الجواب الكافي، ص: 152۔ ② الجواب الكافي: 166۔

کون سی چیزیں اس کے لیے دنیا و آخرت میں نفع بخش ہیں اور کون سی چیزیں اس کے لیے ضرر رساں اور نقصان دہ ہیں اور لوگوں میں سب سے بڑا عالم وہی ہے جو ان چیزوں کی تفصیل جانتا ہو۔ گناہ اس علم و معرفت کے حصول میں بندے کے ساتھ خیانت کرتے ہیں، چنانچہ اسے اس علمی کمال اور دنیا و آخرت میں اس کے لیے جو چیز زیادہ نفع بخش اور بہتر ہوتی ہے اس میں دلچسپی لینے سے روک دیتے ہیں۔ جب بندہ کسی برائی میں واقع ہوتا ہے اور اسے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کے دل و جان اور جسمانی اعضا اس کے ساتھ غداری کرتے ہیں۔ اس کی حالت اس آدمی کی سی ہوجاتی ہے جس کے پاس کوئی زنگ آلود تلوار ہو اور وہ نیام میں اس طرح پیوست ہو کہ جب وہ اسے کھینچے تو وہ نہ نکلے۔ایسی حالت میں اسے جانی دشمن کا سامنا ہو اور وہ اپنا ہاتھ تلوار کے دستانے پر رکھ کر اسے سونتنے کی کوشش کرے تو وہ باہر ہی نہ نکلے اور انجام کار یہ ہو کہ دشمن اس پر قابو پا کر اس کا کام تمام کر دے۔اسی طرح دل پر گناہوں کا زنگ چڑھ جاتا ہے اور جب بندے کو دشمن سے مقابلے کی ضرورت ہوتی ہے تو اسے کوئی سہارا نہیں ملتا۔ بندہ جب کسی سے لڑتا ہے تو اپنے دل ہی کی طاقت سے مقابلہ کرتا ہے، جسم کے دیگر اعضا تو دل کے تابع ہوتے ہیں۔

مقصود یہ ہے کہ بندہ جب کسی پریشانی، مصیبت یا آزمائش میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کا دل، اس کی زبان اور اس کے اعضا اس سے بے وفائی کرتے ہیں اور جو چیزیں اس کے لیے مفید اور نفع بخش ہوتی ہیں، ان کے حصول میں خیانت کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کا دل اللہ پر توکل کرنے سے گریز کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے بھاگتا ہے، اس کے سامنے تواضع و انکساری کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا، اس کی زبان اللہ کے ذکر کے لیے راضی نہیں ہوتی، اور اگر وہ کبھی اپنی زبان سے اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ حضور قلبی سے محروم ہوتا ہے، قلب و زبان یکسو نہیں ہو پاتے، یعنی ذکر میں اخلاص نہیں ہوتا، وہ غافل و بے توجہ دل سے اللہ کا ذکر کرتا ہے۔اگر وہ اپنے اعضا کے ساتھ نیکی کے ذریعے سے تعاون چاہتا ہے تو وہ اس سے دور بھاگتے ہیں اور اس کی بات نہیں مانتے، یہ تمام چیزیں

گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

اس سے بھی بڑھ کر ایک خوفناک اور تباہ کن پہلو یہ ہے کہ جب انسان اس دنیا سے رخصت ہو کر بارگاہ الٰہی کی طرف جانے کی تیاری کرتا ہے تو جانکنی کے اس عالم میں اس کا دل اور اس کی زبان دونوں اس سے بے وفائی کرتے ہیں۔ بسا اوقات اس کی زبان پر کلمۂ شہادت کی ادائیگی بھی دشوار ہو جاتی ہے، جیسا کہ بہت سے لوگوں پر اس قسم کی چیزوں کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اس قسم کے بہت سے واقعات ذکر فرمائے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دانش مند شخص نے اپنی موت کے وقت کہا: اللہ کے نام پر ایک روپیہ، اللہ کے نام پر ایک روپیہ، یہاں تک کہ اس کی روح پرواز کر گئی، اور ایک تاجر سے اس کی موت کے وقت لا الٰہ الا اللہ کہنے کے لیے کہا گیا تو وہ کہنے لگا: یہ ٹکڑا سستا ہے، یہ خریدنے کے لیے اچھا ہے۔ اور اسی حالت میں وہ مر گیا، اور اسی طرح ایک اور شخص کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کی گئی تو اس نے کہا: جب بھی میں یہ کلمہ کہنا چاہتا ہوں تو میری زبان رک جاتی ہے۔ ان کے علاوہ اس قسم کے کئی واقعات ہیں۔ (1)

5 ایسے کو تیسا

بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان میں ''ایسے کو تیسا'' کا اصول کارفرما ہوتا ہے، یعنی بندہ جیسا کسی کے ساتھ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی سزا میں اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک فرماتا ہے۔ اگر کوئی کسی کے ساتھ مکر کرتا ہے تو اللہ بھی اس کے خلاف خفیہ تدبیر کرتا ہے، جو کسی کا مذاق اڑاتا ہے اللہ بھی اسے لوگوں کے لیے مذاق بنا دیتا ہے اور حق سے منحرف ہونے والے دل کو اللہ تعالیٰ مزید منحرف کر دیتا ہے، یہ ساری چیزیں گناہوں کی تباہیاں اور نقصانات ہیں۔ (2)

6 معاشی تنگی اور بدحالی

گناہوں کی بدولت اللہ تعالیٰ بندے کی گزران تنگ کر دیتا ہے اور آخرت میں اسے

(1) الجواب الكافي، ص: 168۔ (2) الجواب الكافي، ص: 168۔

عذاب سے دوچار فرمائے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴾ [1]

''اور جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے قیامت کے روز اندھا کر کے اٹھائیں گے۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر جو ذکر نازل فرمایا ہے، اس سے اعراض کرنے والوں کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ دنیاوی زندگی، برزخی زندگی اور آخرت، تینوں جگہیں تنگ اور پریشان کن ہو جاتی ہیں۔ آنکھوں کو ٹھنڈک، دل کو سکون اور نفس کو اطمینان اس اللہ کی ذات سے مل سکتا ہے جو معبود برحق ہے اور اس کے سوا تمام معبود باطل ہیں، چنانچہ جس کی آنکھ کو اللہ سے ٹھنڈک حاصل ہو جائے اصل خوشگوار زندگی کا مالک وہی ہے اور جس کی آنکھ اللہ سے ٹھنڈی نہ ہوگی اس کا نفس دنیا پر حسرت و افسوس کرتے ہوئے زخمی اور پاش پاش ہوتا رہے گا۔ [2]

7 معاملات میں دشواری

گناہ گار جن بڑی بڑی سزاؤں سے دوچار ہوتا ہے، ان میں سے ایک معاملات کی دشواری ہے، چنانچہ گناہ گار جس معاملے کی طرف بھی رخ کرتا ہے اسے اپنے خلاف بند یا دشوار گزار ہی پاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اصول ہے کہ تقویٰ شعار کا معاملہ اللہ تعالیٰ آسان کر دیتا ہے اور جو تقویٰ کو ترک کر دیتا ہے اللہ اس کا معاملہ دشوار کر دیتا ہے۔ تعجب ہے کہ بندہ کیسے خیر و بھلائی کے سارے دروازے اپنے لیے بند اور اس کی راہیں دشوار گزار پاتا ہے اور اسے اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ یہ کیوں اور کیسے ہو رہا ہے!؟ [3]

8 عمر میں بے برکتی

گناہوں کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گناہ عمر کو کم کر دیتے ہیں اور اس کی برکتیں

[1] طه: 124۔ [2] الجواب الكافي، ص: 216۔ [3] الجواب الكافي، ص: 105۔

بندے سے چھن جاتی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس طرح نیکی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے اسی طرح گناہ اور اللہ کی نافرمانی سے عمر میں کمی ہوتی ہے۔علمائے کرام کا اس کی تشریح میں اختلاف ہے۔ایک جماعت کہتی ہے کہ عمر میں کمی کا مطلب یہ ہے کہ عمر کی برکتیں کم ہوجاتی ہیں اور یہی معنی صحیح ہے۔

علماء کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ گناہ جس طرح رزق میں کمی پیدا کرتا ہے اسی طرح حقیقتاً عمر بھی میں کمی کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے روزی میں برکت کے بہت سے اسباب مہیا فرمائے ہیں جن سے وہ اس میں اضافہ فرماتا ہے اسی طرح اس نے عمر میں برکت کے بھی بہت سے اسباب بتائے ہیں جن سے اس میں اضافہ ہوتا ہے، کیونکہ روزی،عمر، زندگی، صحت و بیماری، دولت مندی وفقیری اگرچہ اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر سے وابستہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کچھ اسباب کی بنا پر جو اپنے مسببات کے متقاضی ہیں، جو چاہتا ہے فیصلہ فرما دیتا ہے۔

ایک تیسری جماعت کی رائے میں عمر کم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی حقیقی زندگی کم ہوجاتی ہے۔حقیقی زندگی سے مراد دل کی زندگی ہے اور انسان کی عمر اس کی اسی زندگی کے زمانے کا نام ہے، اس کی حقیقی عمر اللہ کی اطاعت میں گزری ہوئی زندگی کے اوقات ہیں اور یہی اس کی عمر کی حقیقی گھڑیاں ہیں۔ چنانچہ نیکی،تقویٰ اور اطاعت سے ان اوقات میں اضافہ اور خیر وبرکت پیدا ہوتی ہے۔یہ اس کی حقیقی عمر ہے اور اس کے سوا عمر کی کوئی حقیقت نہیں۔ جب بندہ اللہ سے اعراض کرتے ہوئے گناہوں میں مصروف ہوجاتا ہے تو اس کی حقیقی زندگی کے ایام ضائع ہوجاتے ہیں۔ [1]

9 لوگوں کے دلوں سے رعب کا خاتمہ

گناہوں کی ایک تباہی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں سے گناہ گار کی ہیبت ختم کردیتا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح گناہ گار کے نزدیک گناہ کرنا معمولی

[1] الجواب الكافي، ص: 107-

اور حقیر ہو جاتا ہے اسی طرح وہ خود بھی لوگوں کی نگاہوں اور دلوں میں حقیر ہو جاتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس قدر بندہ اللہ سے محبت کرتا ہے اسی قدر لوگ بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور جس قدر وہ اللہ سے ڈرتا ہے اسی قدر لوگ بھی اس سے ڈرتے ہیں اور جس قدر وہ اللہ اور اس کی حرام کردہ چیزوں کی تعظیم کرتا ہے اسی قدر لوگ بھی اس کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بندہ اللہ کی حدود کو پامال کرتا ہو اور اس بات کی خواہش کرے کہ لوگ اس کی حرمتوں کو پامال نہ کریں؟ کیسے ہو سکتا ہے کہ بندہ اپنے اوپر اللہ کے حق کو حقیر سمجھتا ہو اور اللہ اسے لوگوں کی نظروں میں حقیر نہ کرے؟ اور کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ کی نافرمانیاں کر کے اللہ کی توہین کا مرتکب ہوتا ہو اور لوگ اس کی توہین و تذلیل نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ﴾ ①

”اور جسے اللہ ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔“

① الحج: 18۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض حالات میں اعمال بھی گناہوں سے متاثر ہوتے ہیں، چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

1 اعمال کی بربادی

بعض گناہ ایسے ہیں کہ جن کا ارتکاب کرنے والے کے تمام نیک اعمال ضائع اور برباد ہو جاتے ہیں اور بندہ ان کے اجر و ثواب سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ بِيضًا، فَيَجْعَلُهَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا» قَالَ ثَوْبَانُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا، جَلِّهِمْ لَنَا أَنْ لَا نَكُونَ مِنْهُمْ، وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ، قَالَ: «أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ، وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ، وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ، وَلَكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللَّهِ انْتَهَكُوهَا» [1]

"میں قیامت کے دن اپنی امت کے ان لوگوں کو خوب پہچان لوں گا جو تہامہ کے پہاڑوں کی طرح سفید نیکیاں لے کر آئیں گے، تو اللہ تعالیٰ انھیں

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الذكر الذنوب، ح: 4245- صححه الألباني-

بکھرے ہوئے ذرات کی طرح بنا دے گا۔“ ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:
اے اللہ کے رسول! ہمیں ان کا وصف بتا کر ان کی حالت واضح فرما دیجیے تاکہ بے شعوری میں ہم بھی ان میں سے نہ ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: ”وہ تمھارے بھائی اور تمھاری قوم کے لوگ ہوں گے اور تمہاری طرح رات میں عبادت کریں گے، لیکن وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ جب بھی انہیں تنہائی میں موقع ملا تو انہوں نے اللہ کی حرمتوں کو پامال کیا۔“

میں کہتا ہوں کہ شاید ان لوگوں نے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھا ہوگا یا کوئی ایسا عمل کیا ہوگا جو انھیں دین اسلام سے خارج کر دے، یا ان کے قرض خواہ ہوں گے جنھیں یہ ساری نیکیاں دے دی جائیں گی، واللہ اعلم۔

2 نیکیوں کے باوجود جہنم میں

بعض گناہ، جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے، وہ بندے سے اس کی نیکیاں چھین کر لوگوں کے گناہ اس کے ذمے ڈال دیں گے اس کی کمائی ہوئی ساری نیکیاں کوئی دوسرا لے کر جنت کا مہمان بن جائے گا اور یہ گناہ گار جہنم میں جلے گا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَتَدْرُونَ مَنِ الْمُفْلِسُ؟» قَالُوا: اَلْمُفْلِسُ فِينَا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «اَلْمُفْلِسُ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاتِهِ وَصِيَامِهِ وَزَكَاتِهِ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا، وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا، وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا، وَضَرَبَ هٰذَا فَيَقْعُدُ فَيَقْتَصُّ هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْتَصَّ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَايَا أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَ

عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ)) [1]

”کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟“ صحابہ نے عرض کیا: ہمارے درمیان مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ کوئی سرمایہ۔ آپ نے فرمایا: ”میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکاۃ لے کر آئے گا اور ساتھ ہی یہ برائیاں بھی لے کر آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا، نتیجتاً اس کی کچھ نیکیاں کسی کو دے دی جائیں گی، اور کچھ نیکیاں کسی اور کو دے دی جائیں گی اور اگر اس کے ذمے دوسروں کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو اُن (مظلوموں) کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے اور اسے جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔“

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم، ح:2581۔

معاشرے پر گناہوں کے اثرات

معاشروں اور قوموں پر بھی گناہوں کے بڑے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں، بطور مثال چند حسب ذیل ہیں:

1 گناہوں کے سبب قوموں کی تباہی

بلا شبہ دنیا و آخرت کے تمام نقصانات گناہوں ہی کے سبب ہوتے ہیں، چنانچہ سیدنا آدم اور سیدہ حوا علیہما السلام کو جنت جیسی لذت و نعمت اور رحمت و سرور کی جگہ سے نکال کر آلام و مصائب اور حزن و ملال کی دنیا میں کس وجہ سے ڈالا؟

ابلیس کو آسمان کی ملکوت سے کس نے نکالا؟ کس نے اسے راندۂ درگاہ کیا؟ کس وجہ سے وہ لعنت کا مستحق ٹھہرا؟ اس کے ظاہر و باطن کو مسخ کر کے اسے بدنما کس نے بنایا؟ اور کس جرم کی پاداش میں اس کی قربت کو دوری، رحمت کو لعنت، خوبصورتی کو بدصورتی، جنت کو جہنم اور ایمان کو کفر سے تبدیل کر دیا گیا؟

کس وجہ سے تمام زمین والوں کو غرق کیا، یہاں تک کہ پانی پہاڑوں کی چوٹیوں تک جا پہنچا!

کس وجہ سے قوم عاد پر طوفانی ہوا مسلط کیا گیا جس نے انھیں زمین پر مردہ کر کے پٹخ دیا گیا؟ ان کے گھروں، کھیتوں اور جانوروں کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا گیا کہ وہ قیامت تک کی تمام قوموں کے لیے عبرت و نصیحت بن کر رہ گئے!

کس وجہ سے قوم ثمود پر چیخ بھیجی گئی جس نے ان کے جسموں کے اندر ہی ان کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا اور ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہا؟

کس چیز نے اغلام بازی میں ملوث بستیوں کو اٹھایا گیا یہاں تک کہ ان کے کتوں کی آواز فرشتوں نے سنی اور پھر انھیں پلٹ کر تہ و بالا کر دیا اور سب کے سب ہلاک و برباد ہوگئے، پھر ان پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوئی اور انہیں بیک وقت کئی ایسی سزائیں دی گئیں جو ان کے علاوہ کسی اور قوم کو نہ دی گئیں، آخر کیوں؟

قوم شعیب پر سایوں کی شکل میں بادل کا عذاب کس نے بھیجا اور جب بادل عین ان کے سروں کے اوپر ہوا تو دہکتی آگ کی شکل میں ان پر برس پڑا؟

فرعون اور اس کی قوم کو سمندر میں غرق کیوں کیا گیا پھر ان کی روحیں جہنم میں منتقل کر دیں گئیں، یعنی جسم غرق ہوئے اور روحیں جہنم رسید!

قارون کو اس کے گھر، مال و دولت اور اہل وعیال سمیت زمین میں کیوں دھنسا دیا؟

نوح علیہ السلام کے بعد کی قوموں کو کیوں طرح طرح کے عذاب سے دو چار کر کے تباہ و برباد کر دیا؟

صاحب یٰسین کی قوم کو کس چیز نے چیخ کے عذاب سے دو چار کیا؟ جس کے نتیجے میں سب کے سب بجھی ہوئی آگ کی مانند ہوگئے، کسی کا نام ونشان تک باقی نہ رہا![1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ تمام قوموں اور بستیوں کو جن چیزوں سے دو چار ہونا پڑا اور جس چیز نے انھیں ہلاک و برباد کیا وہ ان کے گناہوں کا خمیازہ ہی تھا۔

2 نعمتوں کا زوال

گناہ تمام قسم کی نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں، جبکہ اللہ کی نعمتوں پر شکریے سے ان میں اضافہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ﴾[2]

[1] الجواب الکافی: 84-86۔ [2] ابراھیم:7۔

''اور جب تمھارے پروردگار نے آگاہ کر دیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو بے شک میں تمھیں مزید عطا کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔''

اور بندوں پر اللہ کی بے شمار نعمتیں ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾[1]

''اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴾[2]

''اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے، بے شک انسان بڑا ظالم اور ناشکرا ہے۔''

ان نعمتوں میں سے بطور شمار نہیں بلکہ بطور مثال چند نعمتیں درج ذیل ہیں:

1. ایمان کی نعمت جو مطلق طور پر سب سے عظیم نعمت ہے۔
2. مال اور رزق حلال کی نعمت۔
3. اولاد کی نعمت۔
4. وطن میں امن وسکون کی نعمت۔
5. جسمانی صحت وعافیت کی نعمت۔

شکر گزاری کے سبب ان میں اور دیگر نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے، جبکہ گناہ و نافرمانی اور اللہ سے اعراض کے سبب یہ نعمتیں زوال کا شکار ہو جاتی ہیں، ان میں کمی واقع ہوتی ہے یا اللہ تعالیٰ بندے کو ان میں برکت سے محروم کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴾[3]

---

[1] النحل: 18۔ [2] ابراھیم: 34۔ [3] الشوریٰ: 30۔

"تمھیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمھارے اپنے ہی کرتوتوں کا بدلہ ہے اور وہ (اللہ) بہت سی باتوں سے درگزر فرما دیتا ہے۔"

3 دنیا میں ہلاکت انگیز عذاب

گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اخروی عذاب کے ساتھ ساتھ لوگوں کو دنیا میں بھی مختلف قسم کے عذابوں سے دوچار کرتا ہے، ان میں سے کچھ عذاب درج ذیل ہیں:

(الف) طاعون کی وبا پھیلنا۔

(ب) ایسی بیماریوں کا نزول جن کا وجود گزشتہ قوموں میں نہیں تھا۔

(ج) قحط سالی، معاشی بدحالی اور حکمرانوں کا ظلم وتشدد۔

(د) آسمان سے بارش کا روک دیا جانا، اور اگر مویشی نہ ہوتے تو بارش ہی نہ ہوتی۔

(ہ) دشمنوں کا غلبہ وتسلط۔

(و) آپس میں خانہ جنگی۔

چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

«يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ: لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ، وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا، وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ، إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَئُونَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ، إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا، وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللَّهِ، وَعَهْدَ رَسُولِهِ، إِلَّا سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ، وَمَا لَمْ

تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ، إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ» [1]

''اے مہاجرین کی جماعت! پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو گئے (تو سزا ضرور پاؤ گے) اور میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان سے دو چار ہو، جس کسی قوم میں فحاشی ظاہر ہوتی ہے اور وہ اسے علانیہ کرنے لگتے ہیں تو ان میں طاعون اور ایسے امراض پھیل جاتے ہیں جو ان سے پہلے گزری ہوئی قوموں میں نہ تھے، اور جب لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں تو انھیں خشک سالی، معاشی بدحالی اور حکمرانوں کے ظلم و ستم کے ذریعے سے سزا دی جاتی ہے اور جب لوگ اپنے مالوں کی زکاۃ ادا نہیں کرتے تو آسمان سے بارش روک لی جاتی ہے اور اگر جانور نہ ہوتے تو بارش ہی نہ ہوتی، اور جب لوگ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کیے ہوئے عہد و پیمان توڑ دیتے ہیں تو ان پر ان کے غیر سے دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے جو ان کی ملکیت پر قابض ہو جاتا ہے اور جب ان کے حکام اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے اور اللہ کی نازل کردہ شریعت کو اختیار نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ انھیں آپس کی لڑائی میں مبتلا کر دیتا ہے۔''

یہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی نشانی ہے کہ حدیث میں مذکور آپ کی پیشین گوئی حرف بحرف ثابت ہو رہی ہے اور جو لوگ بھی ان گناہوں کے مرتکب ہوئے وہ ان ساری چیزوں سے لامحالہ دو چار ہوئے۔ اس کی واضح دلیل ایڈز وغیرہ کی بیماری ہے جس میں علانیہ بدکاری کرنے والے لوگ ملوث ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے۔ (آمین)

4 ہزیمت و پسپائی کا نزول

جس طرح اطاعت الٰہی اور اللہ سے مضبوط تعلق، نصرت و تائید اور فتح و غلبے کا ذریعہ

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب العقوبات، ح: 4019۔ السلسلة الصحيحة: 7/1، ح:106۔

ہے، اسی طرح گناہ اور اللہ کے دین سے اعراض، شکست اور پسپائی کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ○ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴾[1]

''اے ایمان والو! جب کسی گروہ سے تمھارا آمنا سامنا ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم ہمت ہار بیٹھو گے اور تمھاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اکڑتے ہوئے اور لوگوں کو دکھاتے ہوئے نکلے اور وہ اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور وہ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ﴾[2]

''یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد دنیوی زندگی میں بھی کرتے ہیں اور اس دن بھی (کریں گے) جب گواہ کھڑے ہوں گے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴾[3]

''ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے۔''

[1] الانفال: 45-47۔ [2] المؤمن: 51۔ [3] الروم: 47۔

نیز ارشاد فرمایا:

﴿ وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴾ ①

''اور اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس (کے دین) کی مدد کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا، خوب غالب ہے۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ○ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴾ ②

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے قدم ثابت رکھے گا اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے ہلاکت ہے، اور وہ (اللہ) ان کے اعمال ضائع کر دے گا۔''

چنانچہ ان اسباب کو اپنانا نصرت الٰہی کا سب سے عظیم سبب ہے اور انھیں ترک کر دینا شکست و پسپائی اور دنیا و آخرت میں خسارے کا سب سے عظیم سبب ہے۔ ③

5 مجرموں کی وراثت

ہر گناہ گزشتہ قوموں میں سے کسی نہ کسی قوم کی وراثت ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا، لہٰذا ہر مسلمان کو گناہوں کا وارث ہونے سے بچنا چاہیے، چنانچہ لواطت قوم لوط کی وراثت ہے، لین دین میں اپنا حق بڑھا کر لینا اور دیتے وقت کم دینا اور کم تولنا قوم شعیب کا ترکہ ہے، زمین میں فتنہ وفساد کے ذریعے سے تکبر و سرکشی قوم فرعون کا ورثہ ہے اور جبر و تشدد قوم ہود کی میراث ہے۔ ہر گناہ گار جو ان گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے وہ اللہ کی انہی دشمن قوموں کا لباس زیب تن کرتا ہے۔ ④

① الحج:40۔ ② محمد: 8-7۔ ③ المعاصی وأثرها علی الفرد والمجتمع، لحامد بن محمد المصلح، ص: 154-153۔ ④ الجواب الکافی: 111۔

6 گناہوں کے دیگر مخلوقات پر اثرات

گناہوں کے اثرات، جانوروں، درختوں، زمین اور تمام مخلوقات پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔

7 عذاب قبر اور عذاب جہنم کا سبب

گناہ، عذابِ قبر، قیامت کے دن کے عذاب اور جہنم کے عذاب کا سبب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے۔ (آمین)

علاج

بندوں کو نجات دلانے والی کچھ چیزیں ہیں جو نہ صرف انہیں ہلاکتوں، جرائم اور مصیبتوں کے نازل ہونے کے بعد ان سے نجات دلاتی ہیں بلکہ مصیبتوں کے نزول سے قبل بھی ان سے نجات کا ذریعہ ہیں۔ یہ چیزیں دنیا و آخرت میں بندے کے لیے سعادت و نیک بختی کا سبب ہیں، چند نجات دہندہ امور درج ذیل ہیں:

اول: توبہ و استغفار

اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾[1]

''اے ایمان والو! تم سب اللہ کی جانب توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔''

نیز ارشاد فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ﴾[2]

''اے ایمان والو! اللہ کی جانب خالص توبہ کرو۔''

نیز ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾[3]

[1] النور: 31۔ [2] التحریم: 8۔ [3] الزمر: 53۔

آپ کہہ دیجیے: (اللہ فرماتا ہے:) اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم وزیادتی کی ہے! تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ سب کے سب گناہ معاف کر دیتا ہے، یقیناً وہی خوب بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔“

نیز اللہ تعالیٰ نے توبہ کی طرف سبقت کرنے والوں کی یوں تعریف فرمائی ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴾ ①

”اور وہ لوگ جب کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنے آپ پر ظلم کر گزرتے ہیں تو اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہ بخشتا ہے؟ اور وہ اپنے کیے پر جانتے ہوئے اصرار نہیں کرتے۔“

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴾ ②

”اور بلا شبہ میں اسے بہت بخشنے والا ہوں جو توبہ کرے، ایمان لائے اور نیک عمل کرے، پھر راہ راست پر رہے۔“

توبہ کی بڑی عظیم الشان فضیلتیں ہیں جو توبہ کرنے والے کو حاصل ہوتی ہیں، بطور مثال چند فضائل حسب ذیل ہیں:

1 توبہ کرنے والوں سے اللہ محبت فرماتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾ ③

”بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

① آل عمران: 135. ② طٰہٰ: 82. ③ البقرۃ: 222.

2 اللہ تعالیٰ توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے، چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ حِينَ يَتُوبُ إِلَيْهِ مِنْ أَحَدِكُمْ كَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِأَرْضِ فَلَاةٍ، فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَأَيِسَ مِنْهَا، فَأَتَى شَجَرَةً، فَاضْطَجَعَ فِي ظِلِّهَا، قَدْ أَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهِ، فَبَيْنَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذَا هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهُ، فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا، ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَبْدِي وَأَنَا رَبُّكَ، أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ» [1]

”جب بندہ اللہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے تم میں اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی چٹیل میدان میں اپنی سواری پر سوار ہو اور اچانک وہ سواری زادِ راہ سمیت اس سے کھو جائے اور وہ اس سواری سے مایوس ہو کر ایک درخت کے سائے میں آ کر لیٹ جائے اور ابھی وہ اسی حالت میں ہو کہ اچانک اس کی سواری اس کے سامنے کھڑی ہو، چنانچہ وہ اس کی لگام پکڑ کر خوشی کی شدت سے کہے: اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں، خوشی کے مارے غلطی کر جائے۔“

3 توبہ کی بدولت اللہ تعالیٰ گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا يَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [2]

[1] صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب التوبة، ح: 6309۔ صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب في الحض على التوبة والفرح بها، ح: 2747 واللفظ له۔

[2] الفرقان: 68-70۔

اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور وہ کسی جان کو بھی جسے (مارنا) اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، ناحق قتل نہیں کرتے اور وہ زنا نہیں کرتے، اور جو کوئی یہ کام کرے گا، وہ گناہ کی سزا پائے گا، یوم قیامت اس کا عذاب دگنا کر دیا جائے گا، اور وہ اس میں ہمیشہ ذلیل وخوار رہے گا، مگر جس نے توبہ کی اور وہ ایمان لایا اور نیک عمل کیے، تو انھی لوگوں کی برائیوں کو اللہ اچھائیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔‘‘

4 تمام گناہوں سے سچی توبہ کرنے والا دخول جنت سے سرفراز ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾[1]

’’اے ایمان والو! تم اللہ کے حضور خالص توبہ کرو، امید ہے کہ تمھارا رب تم سے تمھاری برائیاں دور کر دے اور تمھیں ایسے باغات میں داخل کرے جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں، اس دن جب اللہ نبی کو اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوا نہیں کرے گا، ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں دوڑتا ہوگا، وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا فرما اور ہماری مغفرت فرما، بے شک تو ہر چیز پر خوب قادر ہے۔‘‘

توبہ کی قبولیت کے لیے درج ذیل شروط کا پایا جانا ضروری ہے:

(الف) گناہ سے مکمل طور پر باز آجانا اور اسے ترک کر دینا۔

[1] التحریم 8:66۔

(ب) ہمیشہ کے لیے اس گناہ کی طرف نہ پلٹنے کا پختہ عزم وارادہ کرنا۔

(ج) گناہ کے ارتکاب پر ندامت وشرمندگی کا احساس۔

(د) اگر گناہ کسی آدمی سے متعلق ہو تو اس کے لیے ایک چوتھی شرط بھی ہے، کہ وہ حقدار سے اس حق کو معاف کروا لے یا اسے حق لوٹا دے۔

جانکنی کے عالم میں یا سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد توبہ نفع بخش نہیں۔[1]

دوم: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا

تقویٰ یہ ہے کہ بندہ اللہ سے ثواب کی امید کرتے ہوئے اس کی اطاعت کرے اور اس کے عذاب کا خوف کرتے ہوئے اس کی معصیت و نافرمانی ترک کر دے اور اپنے رب کے غضب و ناراضی اور عذاب سے بچاؤ کا ایک ایسا ذریعہ بنا لے جو اسے اللہ کے عذاب سے محفوظ رکھے۔

سوم: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾[2]

”اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو خیر کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[1] مدارج السالکین لابن القیم: 1/210، شرح النووی علی صحیح مسلم: 17/59۔
[2] آل عمران: 104۔

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْ عِنْدِهِ، ثُمَّ لَتَدْعُنَّهُ فَلَا يَسْتَجِيبُ لَكُمْ» ①

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور بھلائی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی جانب سے عذاب بھیج دے، پھر تم اس سے دعا کرو گے تو تمھاری دعا بھی قبول نہ ہوگی۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَىِٕيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ﴾②

''پھر جب انھوں نے وہ باتیں بھلا دیں جن کی انھیں نصیحت کی گئی تھی، تو ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو برے کام سے روکتے تھے، اور ہم نے ان لوگوں کو بدترین عذاب کے ساتھ پکڑ لیا جنھوں نے ظلم کیا، کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔''

چہارم: اتباع رسول ﷺ

عقائد، اقوال اور افعال میں نبی کریم ﷺ کی اقتدا و پیروی بے حد ضروری ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾③

① سنن الترمذي، كتاب الفتن، باب ما جاء في الامر بالمعروف والنهي عن المنكر، ح: 2169 مسند أحمد:5/388، صححه الألباني۔

② الاعراف: 165 ③ الاحزاب:21۔

”بے شک تمہارے لیے رسول اللہ میں بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ (سے ملاقات) اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہے۔“

ایک مسلمان جب نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھ کر اس کے مطابق زندگی گزارے گا تو نہ صرف اس کے لیے گناہوں سے پیچھا چھڑانا آسان ہو جائے گا، بلکہ وہ ایک بہترین متوازن زندگی گزارنے کے ساتھ ساتھ اپنی آخرت کو سنوارنے میں بھی کامیاب ہو جائے گا۔ [1]

پنجم: اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اور اس کی پناہ طلب کرنا

1. دعا پریشانیوں کو دور کرنے اور مطلوب کے حصول کا سب سے عظیم ذریعہ ہے لیکن کبھی کبھار دعا کا اثر ظاہر نہیں ہو پاتا، کیونکہ بعض چیزیں قبولیت دعا کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہیں، وہ بعض رکاوٹیں یہ ہیں:

(الف) ایسی دعا قبول نہیں ہوتی جو ظلم و سرکشی پر مشتمل ہو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو ظلم پسند نہیں۔

(ب) دعا کرنے والے کے دل کی کمزوری، یعنی سائل کا دل غافل ہو اور وہ اللہ کی جانب متوجہ نہ ہو اور اسے دعا کی قبولیت کا یقین بھی نہ ہو۔

(ج) دعا کی قبولیت سے مانع کسی سبب کی موجودگی بھی دعا کی عدم قبولیت کا باعث ہوتی ہے اور وہ موانع یہ ہیں: حرام خوری، ظلم، دل پر گناہوں کا زنگ لگ جانا، غفلت اور بے توجہی کا غلبہ وغیرہ۔

(د) قبولیت دعا کی شرائط میں سے کسی شرط کا پورا نہ ہونا۔ [2]

2. دعا بے حد نفع مند دوا اور علاج ہے، یہ مصیبت کی دشمن ہے۔ مصیبت کی مدافعت کرتی ہے اور اس کی دوا اور علاج کا کام کرتی ہے، ہر مصیبت کو آنے سے روکتی ہے اور اگر مصیبت اتر چکی ہو تو اسے ہلکا کر دیتی ہے۔ یہ مومن کا زبردست ہتھیار ہے۔ [3]

[1] المعاصي وأثرها على الفرد والمجتمع لحامد بن محمد المصلح، ص:303۔
[2] الجواب الكافي، : 22۔ [3] الجواب الكافي، ص: 23۔

3 مصیبت کے مقابلے میں مومن کی دعا کے تین درجے ہیں:

① دعا مصیبت سے زیادہ طاقتور ہو تو ایسی دعا مصیبت کو ہٹا دیتی ہے۔

② دعا مصیبت سے کمزور ہو تو اس صورت میں مصیبت دعا پر غالب آجاتی ہے اور بندے کو یہ مصیبت برداشت کرنی پڑتی ہے، لیکن یہ تو لازمی بات ہے کہ کمزور ہونے کے باوجود دعا مصیبت کو کچھ نہ کچھ ہلکا ضرور کر دیتی ہے۔

③ دعا اور مصیبت برابر درجے کی ہوں تو یہ دونوں آپس میں مقابلہ کرتی ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو روکنے کی کوشش کرتی ہے۔

چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللَّهِ بِالدُّعَاءِ» ①

''دعا نازل شدہ مصیبت اور آئندہ آنے والی مصیبت میں فائدہ دیتی ہے، لہٰذا اے اللہ کے بندو! دعا کو لازم پکڑو۔''

سیدنا سلمان فارسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ» ②

''تقدیر کو دعا ہی ٹال سکتی ہے اور عمر میں اضافہ نیکی ہی سے ہو سکتا ہے۔''

4 سب سے مفید ترین دعا وہ ہے جس میں الحاح وزاری کی جائے اور گڑگڑا کر اللہ کے حضور اپنی حاجت کو پیش کیا جائے، چنانچہ ایک سچا مسلمان جب دعا کا التزام اور اس کی پابندی کرتا ہے اور قبولیت کے اوقات میں اسے دہراتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور شرف قبولیت بخشتا ہے۔ ③

① المستدرك للحاكم، 493/1: صححه الألباني في صحيح الجامع: 3402۔

② سنن الترمذي، كتاب القدر، باب ما جاء لا يرد القدر إلا بالدعاء، ح: 2139، المستدرك للحاكم: 493/1 من حديث ثوبان وصححه ووافقه الذهبي، وحسنه الالباني۔ ③ الجواب الكافي، ص: 25۔

5 دعا کی آفتیں: دعا کی ان آفتوں میں سے جو دعا کی قبولیت سے مانع ہوتی ہیں یہ بھی ہے کہ بندہ جلدی مچائے اور قبولیت میں تاخیر محسوس کرنے لگے اور مایوس و ناامید ہوکر دعا کرنا ہی ترک کر دے۔ اس شخص کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے کھیت میں بیج بوئے یا باغ میں پودے لگائے اور اس کی خوب دیکھ بھال کرتا رہا، انھیں پانی دیتا رہا لیکن جب اس کے کمال کا وقت آیا اور پھل لگنے کا زمانہ قریب ہوا تو اس نے کھیتی اور درختوں کو چھوڑ دیا اور اسے یونہی ضائع و برباد کر دیا۔ ①

6 دعا کی قبولیت کے اوقات بہت اہم ہیں۔ دعا کرنے والے کو چاہیے کہ اپنی دعا کے لیے ان اوقات کا اہتمام کرے۔ دعا کی قبولیت کے کچھ اہم اوقات یہ ہیں:

رات کا آخری تہائی حصہ، اذان کے وقت، اذان اور اقامت کے درمیان کا وقت، فرض نماز کے بعد، جمعہ کے روز امام کے منبر پر چڑھنے سے لے کر نماز جمعہ ختم ہونے تک اور جمعہ کے روز عصر کے بعد کی گھڑی۔

بندۂ مومن کو چاہیے کہ ان اوقات میں حضورِ قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خشوع و خضوع، تواضع و انکساری اور گریہ و زاری کے ساتھ دعا کرے۔ دعا سے پہلے طہارت کا اہتمام کرے اور وضو کر لے، قبلے کی جانب رخ کرے، اپنے دونوں ہاتھوں کو بارگاہِ الٰہی میں اٹھائے، پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کرے، پھر اللہ کے رسول ﷺ پر درود و سلام پڑھے اور اپنی ضرورت پیش کرنے سے قبل توبہ و استغفار کرے، پھر اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اللہ کے اسماء و صفات اور اس کی توحید کا وسیلہ پیش کرے۔ ہو سکے تو دعا سے پہلے کچھ صدقہ و خیرات بھی کرے۔ اگر ان تمام آداب کو ملحوظ رکھا جائے تو امید ہے کہ یہ دعا مسترد نہیں ہوگی۔ ②

7 وہ اہم ترین امور جن کا بندہ اپنے رب سے سوال کرتا ہے:

اس میں کوئی شک نہیں کہ بندے کو اللہ سے اپنے دین و دنیا کے معاملات میں ہر اس چیز کا سوال کرنا چاہیے جس کی اسے ضرورت ہو، کیونکہ تمام خزانے اللہ تعالیٰ ہی کے

① الجواب الكافي، ص: 26۔ ② الجواب الكافي، : 28۔

ہاتھ میں ہیں، اللہ جسے عطا کرنا چاہے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور وہ جسے نہ دینا چاہے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں، نیز اللہ کو یہ چیز بہت محبوب ہے کہ اس سے سوال کیا جائے لہٰذا بندے کو چاہیے کہ اپنی ضرورت کی ہر چیز حتی کہ اپنے جوتے کا تسمہ بھی اللہ ہی سے مانگے، البتہ بندے کو ان اہم اور عظیم امور کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے جس میں اس کی حقیقی سعادت کا راز پنہاں ہے:

1. ہدایت اور اصلاح کا سوال کرنا۔
2. گناہوں کی بخشش و مغفرت کا سوال کرنا۔
3. جنت کا سوال اور جہنم سے پناہ مانگنا۔
4. دنیا و آخرت میں عفو و عافیت کا سوال کرنا۔
5. دین پر استقامت اور ثابت قدمی کا سوال کرنا۔
6. دنیا و آخرت میں حسن انجام کا سوال کرنا۔
7. نعمت کی ہمیشگی کا سوال کرنا اور نعمت کے زوال سے پناہ مانگنا۔
8. مصیبت کی سختی، بدبختی، برے فیصلے اور دشمنوں کی ہنسی سے پناہ مانگنا۔
9. دین و دنیا اور آخرت کی بھلائی کا سوال کرنا۔

میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس عمل کو خالص اپنی رضا اور خوشنودی کے لیے بنائے اور اسے میرے لیے میری زندگی میں اور مرنے کے بعد نفع بخش بنائے اور جس تک بھی یہ کتاب پہنچے اسے اس کے ذریعے سے فائدہ پہنچائے، کیونکہ وہ سب سے بہتر ہے جس سے سوال کیا جاتا ہے اور انتہائی کریم ہے جس سے امید وابستہ کی جاتی ہے، وہی میرے لیے کافی اور بہترین کارساز ہے۔

اللہ کی رحمت وسلامتی اور برکت نازل ہو اس کے بندے و رسول، اور اس کی مخلوق میں سب سے پسندیدہ ذات، ہمارے نبی، ہمارے امام اور ہمارے اسوہ، محمد بن عبداللہ ﷺ پر، آپ کے آل و اصحاب پر اور قیامت تک آنے والے ان کے سچے متبعین پر۔

صحیح بخاری
امیر المؤمنین فی الحدیث
ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری

ملنے کا پتا
مکتبہ اسلامیہ

تقویٰ کے ثمرات
اور
گناہوں کے اثرات

مکتبہ اسلامیہ